﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک26فروری 2016ء — 17/جمادی الاوّل 1437 ہجری قمری ❁ 26تبلیغ 1395 ہجری شمسی | شمارہ09

ایمان میں تازگی کی دعا کرتے رہو

حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان تمہارے سینوں میں اسی طرح بوسیدہ ہوتا رہتا ہے جس طرح کپڑے بوسیدہ ہوتے رہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ کرتا رہے۔

(مستدرک حاکم جلد 1صفحہ 45حدیث نمبر 5)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یقیناً جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اللہ اُن کا دشمن ہو جاتا ہے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا ہے اور جلد ہی اُن کے مشن کی صف لپیٹ دی جاتی ہے، پھر اُن کا ذکر بہت کم سنا جاتا ہے۔ ہاں مگر جو صادق ہیں اور اپنے ربّ کی طرف سے آئے ہیں، ایسے لوگوں کو کون ہلاک یا ذلیل کر سکتا ہے۔ اُن کا ربّ صبح، چاشت، دوپہر اور شام کے وقت اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم یہودیوں کی پیروی کر رہے ہو اور اپنی فطرت کو ان کی فطرت سے مشابہ بنا رہے ہو۔ کیا تم ان کی لعنت میں حصّہ دار بننا چاہتے ہو۔ تمہاری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں، اس لئے رحمٰن کی طرف سے آنے والے (نشانات) کو تم دیکھ نہیں رہے ہو۔

’’یقیناً جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اللہ اُن کا دشمن ہو جاتا ہے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا ہے اور جلد ہی اُن کے مشن کی صف لپیٹ دی جاتی ہے، پھر اُن کا ذکر بہت کم سنا جاتا ہے۔ ہاں مگر جو صادق ہیں اور اپنے ربّ کی طرف سے آئے ہیں، ایسے لوگوں کو کون ہلاک یا ذلیل کر سکتا ہے۔ اُن کا ربّ صبح، چاشت، دوپہر اور شام کے وقت اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہاں البتہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے رسولوں کی تکذیب کی اور اُس بندے سے عداوت کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنا رکھا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں محض آگ ہے اور وہ گھنا سایہ نہیں پائیں گے اور جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو کہیں گے کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہمیں یہاں وہ لوگ نظر نہیں آتے جنہیں ہم شریروں کے زُمرہ میں شمار کرتے تھے۔ اس پر حقیقت الامر اُن پر پورے طور پر کھول دی جائے گی۔

ہم پھر پہلی بات کی طرف لوٹتے اور کہتے ہیں کہ الیاس کے نزول کا قصہ اور عیسیٰ (علیہ السلام) کا لوگوں کے سامنے اُس کی تأویل کرنا ایک ایسا امر ہے جو یہود و نصاریٰ کے تمام فرقوں کے درمیان شہرت پا چکا ہے اور اِس بارہ میں اُن میں سے کسی نے بھی کوئی نزاع اور اختلاف نہیں کیا بلکہ ان سب کا بغیر کسی اختلاف کے اِس پر مکمل اتفاق ہے اور اُن کا کوئی عالم ایسا نہیں ہے جسے اس قصّے کا علم نہ ہو یا اُس کے دل میں کوئی شک و شبہ ہو۔ پس غور کرو کہ یہود باوجود اس کے کہ انہوں نے انبیاء سے تعلیم پائی تھی اور ان پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ اُن میں حضرت کبریاء کی طرف سے نبی موجود نہ ہو پھر بھی وہ اس قصّے کی حقیقت سے بے خبر رہے اور اِس راز کو نہ سمجھ سکے اور اسے حقیقت پر محمول کر لیا۔

اور جب عیسیٰ اُن کے پاس آیا تو اُنہوں نے اُس میں ایسی علامت نہ پائی جو اُن کے ذہنوں پر منقّش اور اُن کے دلوں پر ثبت تھی نتیجتاً انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور اسے جھوٹوں میں سے سمجھا اور اِس کے ساتھ جو سلوک کیا سو کیا اور اُسے افترا پردازوں میں شامل کر دیا، پس اگر نزول سے واقعی اور حقیقی نزول مراد ہوتا تو اس بنیاد پر عیسیٰ سچے نہیں ہیں اور اس سے لازم آتا ہے کہ حق ان یہود کے ساتھ ہے جن کا اللہ نے لعنت کے ساتھ ذکر فرمایا۔ یہ اُن لوگوں کا حال ہے جنہوں نے کتاب کی نص اور لوگوں کے ربّ کے واضح صریح فرمان پر اصرار کیا، تمہارا نزولِ عیسیٰ کے عقیدہ کے متعلق کیا خیال ہے جبکہ تمہارے پاس صرف ایسی روایات ہیں جو محض ظنّی، میل کچیل سے لتھڑی ہوئیں اور ربّ النّاس کے قول (قرآن کریم) کے مخالف ہیں۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم یہودیوں کی پیروی کر رہے ہو اور اپنی فطرت کو ان کی فطرت سے مشابہ بنا رہے ہو۔ کیا تم ان کی لعنت میں حصّہ دار بننا چاہتے ہو۔ توبہ کرو، پھر توبہ کرو اور اللہ کی جانب رجوع کرو اور جو ہو چکا اس پر ندامت اختیار کرو، کیونکہ موت قریب ہے اور اللہ حساب لینے والا ہے۔ اے لوگو! تمہیں بہت بڑی آزمائش نے آلیا ہے۔ پس حجروں میں کھڑے ہو جاؤ اور ربِّ کائنات کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرو۔ اللہ رحیم کریم ہے۔ اُس شخص کے لئے جو قلب سلیم کے ساتھ آئے اُس کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔

اگر چاہو تو اِس زمانے کے یہودیوں سے پوچھ دیکھو یا تقویٰ کے قدموں پر چلتے ہوئے میرے پاس آؤ اور جو شبہ تمہارے دل میں جاگزین ہے اُسے میرے سامنے پیش کرو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس آزمائش سے خوف نہیں کھاتے اور حضرت کبریاء کی طرف سے ملنے والی کسی واضح دلیل کے بغیر سُنَّۃ اللّٰہ کو چھوڑ رہے ہو۔ اور ایسے اقوال پر اصرار کر رہے ہو جن کے ساتھ کوئی واضح دلیل نہیں اُتری اور جنہیں تم قرآن میں بھی موجود نہیں پاتے۔ جان لو کہ تم محض ظنون کی پیروی کر رہے ہو حالانکہ حق کے مقابلہ پر ظن کوئی فائدہ نہیں دیتا اور نہ اس سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کا (مقرر کردہ) حَکَم تمہارے ظنون کی پیروی کرے بعد اس کے کہ اُسے اللہ کی طرف سے علم عطا کیا گیا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ازراہِ عداوت حد سے تجاوز کر گئے ہو اور تم نے شک کی خاطر یقین کو چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہی ایمان ہے؟ اور دنیا تو محض لہو و لعب ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تندرستی اور امن و امان کی زندگی تمہیں فریب میں مبتلا نہ کرے۔ موت اچانک جھپٹ لے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں سکونت پذیر ہو اور خدائے قہّار کے ہاتھوں سے کوئی مددگار تمہیں بچا نہ سکے گا۔

کیا تم شکوک کو قرآن پر مقدم کرتے ہو۔ بہت بُری راہ ہے جو تم نے اختیار کی ہوئی ہے۔ تمہاری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں، اس لئے رحمٰن کی طرف سے آنے والے (نشانات) کو تم دیکھ نہیں رہے ہو۔ ربِّ علّام کی طرف سے مجھے تقریباً بیس سال سے مسیح بنایا گیا ہے۔ میری کوئی خواہش نہ تھی کہ مَیں اس مقام کے لئے چنا جاؤں، مَیں عوام میں شہرت کو ناپسند کرتا تھا۔ پھر میرے ربّ نے مجھے زبردستی میرے حجرے سے باہر نکالا۔ جس پر مَیں نے اپنے خوب جاننے والے ربّ کے حکم کی اطاعت کی اور یہ سب کچھ میرے عطا کرنے والے ربّ کی عطا ہے۔ مَیں اپنے تئیں ہر طرح کے القابات سے الگ تھلگ کرتا ہوں اور مجھے شہرت سے کیا غرض، میرا ربّ میرے لئے کافی ہے، وہ جانتا ہے جو میرے دل میں ہے، وہ اس دنیا میں بھی اور روزِ حساب میں بھی میری سِپر اور جنت ہے۔ میں نے نزولِ الیاس کا قصّہ عقل و فہم رکھنے والوں کے لئے تحریر کیا ہے۔ مَیں بعض مخالف علماء سے ملا اور یہ بات جو مَیں نے اس وقت تمہارے سامنے پیش کی ہے اُن کے سامنے بھی رکھی تھی تو وہ بالکل خاموش ہو گئے اور کوئی علمی بات منہ پر نہ لائے، وہ مبہوت ہو گئے اور ایک شرمندہ اور ملامت زدہ شخص کی طرح بھاگ گئے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، عربی حصّہ کا اردو ترجمہ۔ صفحہ 35 تا 39)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 اگست 2013ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا۔ عزیزہ ماہا سید بخاری جو واقفہ نو ہیں اور مکرم سید فاروق ظفر بخاری صاحب امریکہ کی بیٹی ہیں، ان کا نکاح عزیزم تنویر احمد جاوید ابن مکرم منیر احمد جاوید صاحب جو ہمارے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں ان کے ساتھ دس ہزار یو ایس ڈالرز حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اللہ کرے کہ یہ نکاح، یہ رشتہ ہر لحاظ سے کامیاب ہو۔ لیکن فریقین کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ دعا وہ قبول ہوتی ہے، دعا وہ اثر دکھاتی ہے جس کے ساتھ اس کے مطابق عمل بھی ہو۔ اور جب رشتوں کے لئے یہ دعا کی جاتی ہے کہ ہر لحاظ سے بابرکت ہوں تو پھر اس کو بابرکت بنانے کے لئے کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لڑکی اور لڑکے نے بھی کوشش کرنی ہے اور دونوں کے سسرال والوں نے بھی کوشش کرنی ہے۔ اور وہ کوشش یہ ہے کہ ایک دوسرے کی برائیوں سے صَرفِ نظر کریں۔ ایک دوسرے کی اچھائیوں کو دیکھیں۔ ایک دوسرے کے خلاف کسی بھی طرف سے کسی بھی بات سننے سے پرہیز کریں۔ ایک دوسرے کی اچھی اور نیک باتیں سننے کی طرف توجہ دیں۔ اور نہ ہی اس تلاش میں ہوں کہ برائیاں تلاش کی جائیں بلکہ یہ تلاش ہو کہ ایک دوسرے کی نیکیاں تلاش کرنی ہیں۔ پس جو رشتے اس بنیاد پر قائم ہوتے ہیں، جو رشتے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نہج پر نبھائے جاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ قائم رہنے والے رشتے ہوتے ہیں اور ان میں سے جو نسلیں پیدا ہوتی ہیں، جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بھی دین پر قائم رہنے والی ہوتی ہے۔ گھروں میں سکون اور محبت اور پیار کی فضا ہوتی ہے۔ ان دونوں خاندانوں میں پہلے تو کوئی قریبی تعلق نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کی وجہ سے دور دور بیٹھے ہوئے خاندان ایک دوسرے سے رشتے قائم کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں جو آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ سفر کی سہولتیں ہیں۔ رابطوں کی بھی سہولتیں ہیں۔ انہوں نے جہاں دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنا دیا ہے وہاں جماعت احمدیہ کو بھی، افراد جماعت کو بھی ایک دوسرے کے بہت قریب کر دیا ہے۔ پس یہ دونوں رشتے جو قائم ہو رہے ہیں جب یہ رشتے قائم ہوں تو اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ دو خاندان جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں ان میں ایک دوسرے کی خبریں بڑی جلدی پھیلتی ہیں۔ اس لئے ہر لحاظ سے محتاط ہو کے زندگی کی گاڑی کو چلانا چاہیے۔ اور اس کی ذمہ داری خاص طور پر لڑکا اور لڑکی اور دونوں کے والدین پر ہے۔ دونوں کے قریبی خاندانوں پر ہے۔ اللہ کرے کہ یہ رشتہ جو آج قائم ہو رہا ہے ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں اور ان میں سے نیک اور صالح اولاد پیدا ہو۔ ان چند الفاظ کے بعد مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

اعلان نکاح اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے 92ویں جلسہ سالانہ کی اختتامی تقریب میں ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور براہِ راست خطاب

لندن 07 فروری 2016ء (نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07 فروری 2016ء بروز اتوار طاہر ہال مسجد بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ جلسہ سالانہ جماعتِ احمدیہ بنگلہ دیش میں شمولیت فرما کر اسے برکت بخشی اور اختتامی خطاب فرمایا۔

حضورِ انور اس تقریب میں شمولیت کے لئے ساڑھے دس بجے صبح مسجد بیت الفتوح کے کمپاؤنڈ میں واقع طاہر ہال میں رونق افروز ہوئے۔ اس سے قبل ایم ٹی اے کی لائیو نشریات بنگلہ دیش سے جاری تھیں۔ حضورِ انور کے ارشاد پر محترم فیروز عالم صاحب (انچارج بنگلہ ڈیسک۔ لندن) نے سورۃ آل عمران کی آیات 103 تا 108 کی تلاوت اور پھر ان کا بنگلہ ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اردو منظوم کلام۔

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

میں سے کچھ اشعار اور ان کا بنگلہ ترجمہ سلطان احمد صاحب نے پیش کیا۔

جونہی حضورِ انور خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے ہمارے ایک مصری احمدی محترم فتحی عبدالسلام صاحب نے جذبات میں آکر اپنے مخصوص انداز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب وازواج النبیؐ پر درود و سلام بھیجتے ہوئے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے خلافتِ

احمدیہ کی صورت میں ایک نعمتِ عظمیٰ ہمیں عطا کر رکھی ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ نے حاضرینِ جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا۔ حضورِ انور کے براہِ راست خطاب کا رواں بنگالی ترجمہ محترم فیروز عالم صاحب نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے اس خطاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے سلسلہ احمدیہ کے قیام اور اپنی بعثت کا حقیقی مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ 'آپ کی بعثت کا یہ مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اِدراک رکھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پر چلنے والے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ وہ لوگ پیدا ہوں جو عملی نمونوں کی ایک مثال ہوں'۔

حضورِ انور نے اس امر کے پیشِ نظر دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ 'پس ہر احمدی جو چاہے دنیا کے کسی بھی حصے اور خطے میں رہ رہا ہو اس کا فرض بنتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سامنے رکھے'۔

نیز حضورِ انور نے فرمایا 'اس بات کو اپنے ذہن میں بٹھا کر یہ عہد کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ایک نمونہ آپ نے بننا ہے۔ ان باتوں کا صحیح علم اور اِدراک حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ارشادات اور فرمودات سے مدد لینی ہوگی'۔

(حضورِ انور ایدہ اللہ کے خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ کسی شمارہ کی زینت بنے گا۔ انشاء اللہ)

قریباً سوا گھنٹہ تک جاری رہنے والے اس خطاب کے بعد حضورِ انور نے دعا کروائی اور ایک مرتبہ پھر کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اپنے پیارے امام کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لئے بنگلہ دیش سے بچوں، نوجوانوں، بزرگوں اور خواتین پر مشتمل مختلف گروپس نے عربی، اردو اور بنگلہ زبانوں میں نظمیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جلسہ سالانہ بنگلہ دیش کی اس اختتامی تقریب میں بنگلہ دیش میں جلسہ گاہ میں 5800 افراد جبکہ مسجد بیت الفتوح کے کمپاؤنڈ میں 3726 خواتین و احباب نے شرکت کی۔

اس کے علاوہ ایم ٹی اے کے توسّط سے لاکھوں افراد نے اپنے پیارے امام کے خطاب کو براہِ راست سنا۔ حضورِ انور کے اس خطاب کا متعدد زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا۔ حضورِ انور نے بعد ازاں مسجد بیت الفتوح میں نمازِ ظہر وعصر پڑھائیں۔

'مخزنِ تصاویر' کی ویب سائٹ www.makhzan.org کا افتتاح

لندن 07 فروری 2016ء (نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07 فروری 2016ء بروز اتوار بعد دوپہر طاہر ہاؤس ڈیئر پارک روڈ میں تشریف لا کر شعبہ 'مخزنِ تصاویر' کی ویب سائٹ کا افتتاح فرمایا۔ شعبہ مخزنِ تصاویر جماعت احمدیہ کی نادر، قیمتی، اہم تاریخی تصاویر کو محفوظ کرتا ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موجودہ صورت میں قائم شعبہ 'مخزن تصاویر' کا آغاز 2006ء میں فرمایا تھا۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں تصاویر کو جدید طرز پر محفوظ کر لیا گیا ہے اور یہ کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طاہر ہاؤس کی تیسری منزل پر قائم شعبہ مخزنِ تصاویر میں کمپیوٹر کی سکرین پر ایک بٹن دبا کر ویب سائٹ (www.makhzan.org) کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ اس موقع پر شعبہ مخزن تصاویر نے ایک کیک بھی تیار کیا تھا۔ حضورِ انور نے ازراہِ شفقت اسے اپنے دست مبارک سے کاٹا۔ بعد ازاں حضورِ انور نے جماعتِ احمدیہ کی نادر، قیمتی، تعارفی اور تاریخی تصاویر پر مشتمل نمائش کا مختصر معائنہ بھی فرمایا۔ طاہر ہاؤس میں مستقل

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات ،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 389

جلسہ سالانہ قادیان2015ء میں عربوں کی شرکت (1)

قادیان دارالامان،خوابوں کی بستی،' کرموں والی اُچّی بستی' کی زیارت کا شرف کسی غیر معمولی نعمت سے کم نہیں ہے۔یہ بستی جو نبیٔ پاکؐ کے خادمِ صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا مسکن ہے،جس کی گلیوں اور در و دیوار میں ایک ایسی کشش اور ایسی مسحور کر دینے والی خوشبو ہے جو ہر زائر کے لئے وجہِ راحتِ جاں بن کر اس کے شعور اور فہم وادراک کو معطر کر دیتی ہے۔ دنیاداری کے آگ برساتے صحراؤں میں ننگے پاؤں بھٹکنے والا انسان جیسے ہی اس بستیٔ نور میں قدم رکھتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے جیسے وہ کسی نخلستان میں آگیا ہو جہاں چاروں طرف سکون،طمانیت،محبت، اور ممتا بھری آسودگی کے جھکتے بادلوں سے ایک معطر پھوار ہمہ وقت دل و دماغ اور روح کے عمیق ترین حصوں کو شاداب کرتی جاتی ہے۔اس بستی میں قدم قدم پر انسان رک کر سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ان گلیوں میں مسیح الزمان پتہ نہیں کہاں رکتے ہوں گے،کس دیوار یا پتھر پر نظر مبارک پڑی ہوگی،کس جگہ بیٹھے ہوں گے،کونسی چیز کو دیکھ کر مسکرائے ہوں گے،آسمان اور بادلوں نے کیا کیا نظارہ دیکھا ہوگا۔الغرض انسان وہاں پر دن رات انہی مشک بُو خیالوں میں گم رہتا ہے۔

اس بستی میں کچھ ایسا سحر ہے، کچھ ایسی مقناطیسی جاذبیت ہے کہ جو اخلاصِ نیت سے وہاں جانے والے کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے اور پھر اسے عالم روحانی کی ایسی لذات سے آشنا کراتی ہے کہ وہاں سے واپسی پر وہ اپنا دل وہیں چھوڑ آتا ہے۔شاید یہی حالت قادیان جانے والے ہر احمدی کی ہوتی ہے،یہی حالت وہاں جانے والے عربوں کی بھی تھی اور یہی حالت اس عاجز کی ہے۔عربوں کے حوالے سے جلسہ سالانہ قادیان 2015ء کے روحانی سفر کی کسی قدر روداد قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

لائیو عربی پروگرام

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیر ہدایت گزشتہ تین سال سے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر وہاں سے لائیو عربی پروگرام پیش کیا جاتا ہے جو اَب ایک مستقل حیثیت اختیار کر گیا ہے۔گزشتہ سالوں میں پیش کئے جانے والے پروگرامز کا ایک خاص مزاج سامنے آیا ہے کہ سیرت کے کسی پہلو پر کچھ علمی مواد کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ، اخلاق حسنہ اور شمائل حمیدہ کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں جس سے جلسہ کے ماحول میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک و مطہر شخصیت اپنی روحانی تاثیرات کے ساتھ جلوہ گر ہوتی نظر آتی ہے اور دلوں میں گھر کرتی جاتی ہے۔

ہر سال کی طرح اس بار بھی پروگرام کی مناسب تشہیر کے لئے ایک پرومو (promo) بنایا گیا جسے فیس بُک (Facebook) اور سوشل میڈیا کے بعض دیگر پروگرامز کے ذریعہ لاکھوں لوگوں تک پہنچایا گیا۔

پروگرام کا موضوع 'خلق اللہ سے ہمدردی' تھا۔اس موضوع کے بارہ میں قرآن وحدیث کی تاکید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے اقتباسات اور آپؑ کی سیرت کے واقعات بیان کئے گئے۔جسے قادیان میں موجود عرب احباب کے علاوہ دنیا بھر کے عرب احمدیوں اور غیر احمدیوں نے دیکھا اور بہت سراہا۔علاوہ ازیں اس پروگرام کے دوران دنیا بھر میں جماعت کے انسانی ہمدردی کے کاموں کی تفصیل پر مشتمل بعض ڈاکومینٹریز بھی پیش کی گئیں۔ نیز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس بکس (box) کی تصاویر پر مبنی ویڈیو بھی پیش کی گئی جس میں حضورؑ دوائیں رکھتے تھے اور ہمدردیٔ خلق کے جذبہ کے تحت غرباء کا علاج فرمایا کرتے تھے۔

پروگرام کے شرکاء میں مکرم محمد شریف عودہ صاحب، مکرم ڈاکٹر حاتم الشافعی صاحب،مکرم تمیم ابودقہ صاحب اور خاکسار (محمد طاہر ندیم) شامل تھے۔

علاوہ ازیں مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے قادیان کی پہلی دفعہ زیارت کرنے والے عرب نو مبائعین کے ساتھ ان کے احمدیت کی طرف سفر کی کہانی پر مشتمل پروگرامز بھی قادیان کے مختلف مقامات پر ریکارڈ کئے جو کسی وقت ایم ٹی اے العربیہ پر پیش کئے جائیں گے۔

امن ورحمت کا احساس

گزشتہ سال سے شرکائے پروگرام کا یہ طریق رہا ہے کہ ہر روز رات کو پروگرام ختم ہونے کے بعد اپنی قیامگاہ کی طرف جانے کی بجائے سیدھا بہشتی مقبرہ جاتے ہیں۔اس وقت سنّاٹے اور دودھیا روشنیوں میں وہاں پر ایک عجیب پُرکیف ماحول ہوتا ہے اور جو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا تھا کہ اُنْزِلَ فِیْهَا کُلُّ رَحْمَةٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس میں اتاری گئی ہے،ایسا ہی کچھ احساس وہاں جا کر ہوتا ہے۔

عرب احباب کی حاضری

امسال بفضلہ تعالیٰ آٹھ عرب ممالک اور لندن سے ٹوٹل 27 عرب احباب نے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی۔اسکی تفصیل یوں ہے:(متحدہ عرب امارات 1، اردن 5، مصر 2 ، کبابیر وفلسطین 10 (3 بچے)، سعودیہ 1، شام 4، مراکش 1، عراق 2، لندن 1)۔

2005ء کے بعد جلسہ سالانہ قادیان پر حاضر ہونے والے عربوں کی یہ سب سے زیادہ تعداد تھی۔اس تعداد کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ پہلی بار آٹھ عرب ممالک سے نمائندگی ہوئی، نیز جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر پہلی بار چار عرب ممالک کے امراء یا صدران جماعت بھی حاضر تھے اور مَردوں کے علاوہ عورتوں کی بھی معقول نمائندگی تھی۔اسی طرح سعودی عرب،مراکش اور عراق سے شاید اس عہد میں پہلی بار کوئی عرب جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوا تھا۔

جلسہ سالانہ کے ماحول میں عربی لباس میں ملبوس یہ قافلہ جب مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مختلف رنگوں کے لباس پہنے ہوئے محبّان کے درمیان چلتا تو عشاق کے قافلے میں ایک دلفریب اور جاذب نظر رنگ کا اضافہ کرتا۔چلتے پھرتے ان سے ملنے والے اور تصاویر اتروانے والے احباب شاید ان تصاویر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک دلیل کے طور پر اپنے پاس رکھنے کے خواہشمند تھے۔کیونکہ جن کی آمد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو جماعت بنانے سے قبل خبر دی تھی اس وعدہ کا پورا ہونا آج وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

عرب احباب کی زیارتیں

جلسہ سالانہ پر آنے والے عربوں کی اکثریت کو پہلی بار قادیان آنے کا موقع ملا تھا۔اس لئے مقامات مقدّسہ کی زیارت کے دوران ان کے جذبات غیر معمولی تھے۔وہ مقامات جن کا ذکر انہوں نے سنا، یا کتابوں میں پڑھا تھا وہ اب ان کے سامنے تھے اور ان مقامات پر پیش آنے والے مختلف واقعات بھی ذہنوں میں تازہ ہو رہے تھے۔خاکسار کو متعدد بار ان عرب احباب کے ساتھ مختلف مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے جانے کی توفیق ملی۔علاوہ ازیں عربوں کے دو گروپس کے ساتھ دو بار ہوشیار پور اور لدھیانہ میں موجود مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے جانے کا بھی موقع ملا۔ان مقامات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم مبارک پڑے تھے، یہاں آپ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ قیام فرمایا تھا، یہاں آپ نے اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر علم وعرفان کی مجالس لگائی تھیں، یہاں پر آپ نے سجدے کئے تھے اور بے شمار دعائیں کی تھیں۔یہی وہ مقامات ہیں جہاں بیٹھ کر آپ نے تجدید اسلام کا عظیم الشان کام کیا تھا۔ان مقدس مقامات کی زیارت کے دوران جب ان کے بارہ میں تاریخی حوالے سے کچھ بتایا جاتا یا ان مقامات سے جڑے بعض واقعات کا تذکرہ کیا جاتا تو اکثر عرب احباب وخواتین کی حالت جذباتی ہو جاتی تھی۔بعض کی تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی اور عشق ومحبت کی سراپا تصویر بنے ان میں سے بعض کہتے کہ کاش ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہوتے تو یہاں آتے اور حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔بعض بیعت کے بعد گزارے ہوئے عرصہ کے بارہ میں حسرت سے کہتے کہ ہم نے یہاں آنے میں بہت دیر کر دی۔بعض کی ان مقامات پر ایسی روحانی تسکین ہوئی کہ انہوں نے عزم کیا کہ نہ صرف ہم ہر سال آنے کی کوشش کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی یہاں آنے کی افادیت کے بارہ میں بتائیں گے۔

دارالمسیح کی زیات کے بارہ میں جذبات

ایک فلسطینی بہن نے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے بارہ میں لکھا کہ جب میں دارالمسیح میں داخل ہوئی تو اپنی قسمت پر ناز تھا اور فرطِ مسرت سے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں مسیح الزمانؑ کے مقدس گھر میں داخل ہو رہی ہوں۔مَیں نے بھی انہی جذبات کے ساتھ آپ کے گھر کی زیارت کی جن کے ساتھ حضرت خلیفہ اولؓ نے کی تھی،لیکن وہ تو پھر کبھی وہاں سے نہیں نکلے۔کاش میں حضرت خلیفہ اولؓ کی آپ علیہ السلام سے محبت کا عشر عشیر بھی حاصل کر سکتی۔میں نے وہ مقامات دیکھے جہاں حضور علیہ السلام عبادتیں اور ریاضتیں کیا کرتے تھے۔چشم تصور میں مَیں نے وہ جگہ بھی دیکھی جہاں آپ اپنے حصہ کا معمولی کھانا بھی یتیم بچوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔کاش میں بھی انہی بچوں میں شامل ہوتی اور آپ کے بابرکت کھانے سے کچھ حاصل کر سکتی۔ بیت الدعا دیکھا اور وفور جذبات سے دل سے آواز اٹھی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور عاشق:

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلاَ
یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّةُ الطَّیْرَانِ

اردن کے ایک دوست نے لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر اور آپ کی عبادتگاہوں کی زیارت کے دوران ایک بار جب مکرم حمید کوثر صاحب نے کہا کہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات ہوئے، یہیں بشارات ملیں اور یہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جس کے بارہ میں آپ نے اپنے عربی قصیدہ میں لکھا ہے کہ:

وَاللّٰهِ إِنِّیْ قَدْ رَأَیْتُ جَمَالَهٗ
بِعُیُوْنِ جِسْمِیْ قَاعِدًا بِمَکَانِیْ

(یعنی بخدا! میں نے آپ کے جمال کو اپنی جسمانی آنکھوں سے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔)

اس پر مکرم کوثر صاحب کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور باقی حاضرین کی آنکھیں بھی نمناک ہو گئیں۔

اسی طرح ایک اور بہن نے لکھا کہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی زیارت کر کے یہ حسرت اور خواہش بھی جوش مارنے لگی ہے کہ کاش حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر بھی محفوظ ہوتا اور مجھے آپؐ کے گھر کی بھی زیارت نصیب ہوتی۔

دارالبیعت کے بارہ میں جذبات

لدھیانہ میں دارالبیعت کی زیارت کے وقت کئی عرب احباب اس مقام پر بیٹھ گئے جہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 40 صحابہ کرام سے باری باری بیعت لی تھی۔بعض نے اس جگہ پر بیٹھ کر شرائط بیعت کا مطالعہ کیا اور ایک نئے جوش کے ساتھ ان پر عمل کرنے کا عہد کیا۔

ایک بہن نے وہاں رکھی ہوئی وزیٹر بک میں لکھا کہ کاش میں بھی ان 40 بیعت کرنے والوں میں ہوتی اور اس مقام پر حضور علیہ السلام کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کرتی۔

جب عرب احباب وہاں گئے تو اس وقت کچھ انڈونیشین، افریقی اور شاید بعض رشین ممالک کے احباب جماعت بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔شاید ان سب کو دیکھ کر ہی بعض عرب احباب نے وزیٹر بک میں لکھا کہ آج مسیح الزمان علیہ السلام کا الہام یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کس شان سے پورا ہو رہا ہے۔چنانچہ آج دور دراز کے ممالک کے باسی لمبے سفروں کے بعد ان تنگ اور خستہ حال گلیوں سے گزرنے کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔

ایک اور فلسطینی بہن نے لکھا: میں اسی جگہ بیٹھی ہوں جہاں حضور علیہ السلام نے بیٹھ کر بیعت لی تھی۔اس موقعہ پر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بارہ میں وصیت یاد آ گئی کہ برف پر سے گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے تو جا کر اس کی بیعت کرنا،اور میں نے کہا: اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق! میں اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتی ہوں۔میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اس زمانہ کے مسیح ہیں اور آپ کی برکت سے ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ واضح ہوا اور آپؐ کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ ہو گئی۔میں نے یہاں اپنے بچوں کیلئے بھی بہت دعا کی ہے کہ وہ بھی یہاں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی توفیق پائیں۔آمین۔

اس روحانی سفر کے باقی واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ ہوں۔

(باقی آئندہ)

توحید باری تعالیٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

(تقریر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ
فرمودہ 2 جون 1929ء برموقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

قسط نمبر 2

توحید کے قیام کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

پہلی چیز جو توحید کے قیام کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائی، وہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کے متعلق دنیا نے اب بھی نہیں سمجھا کہ اس کا توحید سے کیا تعلق ہے وہ نکتہ یہ ہے کہ **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اعلان کیا کہ ساری دنیا میں نبی آتے رہے ہیں۔ بظاہر اس امر کا توحید سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا مگر حقیقت یہ ہے کہ بغیر اس امر کو تسلیم کرنے کے توحید ثابت ہی نہیں ہوسکتی۔** بغیر یہ ماننے کے کہ مصر، ایران، ہندوستان، چین، جاپان، یورپ، امریکہ میں خدا نے نبی پیدا کئے، توحید کامل نہیں ہوسکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اس پر بڑا زور دیا ہے۔ چنانچہ قرآن میں آتا ہے اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر:25) کہ کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا (النحل:37) کہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا اس کے ساتھ ہی توحید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ہم نے رسول اس لئے بھیجے کہ وہ لوگوں کو سکھائیں اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ سے بچو۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں یہ نظریہ پیش کیا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ہم میں ہی صداقت آئی، باقی ساری دنیا کو خدا نے چھوڑ رکھا تھا۔ حق یہ ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں نبی اور رسول نہ آئے ہوں۔

اب مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ **کس طرح اس بات کا توحید سے تعلق ہے۔ جب کوئی قوم یہ خیال رکھے کہ ہمارے اندر ہی خدا نے نبی یا اوتار بھیجے، دوسری اقوام میں نہیں بھیجے تو اس سے یہ بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا خاص خدا ہے جو دوسروں کا خدا نہیں اور یہ خیال جب ہر ایک قوم میں پیدا ہوجائے گا تو دنیا میں قومی خداؤں کا احساس پایا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے متعلق یہ وسیع نظریہ کہ ایک ہی خدا سب کا خالق ہے پیدا نہ ہوگا۔** ہر قوم یہ محدود خیال رکھے گی کہ ایک ایسا خدا ہے جو ہماری قوم کا خدا ہے، باقیوں کو اس نے چھوڑ رکھا ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے متعلق محدود خیال پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم میں مصلح آئے۔ ہندوؤں میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے دوسروں کی بھلائی اور بہتری کی خاطر اپنے آپ پر مصائب کے پہاڑ گرا لئے، تکالیف کے بھنور میں پڑ کر ڈوبتی ہوئی دنیا کو ترا لیا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی ایسے انسان پیدا ہوئے جن کی زندگیاں خلق خدا کی خدمت کے لئے وقف تھیں۔ دنیا کی اور اقوام میں بھی یہی بات نظر آتی ہے کہ جب جب ان کی دینی اور روحانی حالت خراب ہوئی خدا کی طرف سے ان میں ایسے انسان پیدا کئے گئے جنہوں نے ان کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ **پس جب سب اقوام میں ایک ہی قسم کے فساد کے وقت ایک ہی قسم کا علاج کیا گیا تو کیوں نہ مانا جائے کہ ایک ہستی کی طرف سے یہ سارے انسان بھیجے گئے تھے** اور جب یہ خیال کیا جائے تو کسی انسان کے ذہن میں قومی خدا کا تصوّر نہیں پیدا ہوتا بلکہ ربّ العالمین کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ یہ سمجھنا کہ خدا کا ہماری قوم کے ساتھ ہی تعلق رہا ہے کسی اَور کے ساتھ نہیں رہا۔ ہم میں جب خرابی پیدا ہوئی اس وقت اس نے اپنا کوئی پیارا بھیج دیا۔ مگر کسی اَور قوم میں نہ بھیجا اس سے ایک قومی خدا کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف اقوام اپنا اپنا خدا الگ سمجھتی اور کہتی ہیں ہمارا خدا ایسا ہے اور فلاں قوم کا خدا ایسا۔ حتیٰ کہ یہاں تک بھی لکھ دیا گیا کہ ہمارے خدا نے فلاں قوم کے خدا پر فتح پائی۔ گویا اپنے جیتنے کو انہوں نے اپنے خدا کا دوسروں کے خدا پر جیتنا قرار دیا۔ اس کی وجہ یہی ہے انہوں نے سمجھا نہیں کہ ہر قوم میں مصلح آتے رہے ہیں اور ہر قوم کی ہدایت کے سامان خدا تعالیٰ کرتا رہا ہے۔ اس بات کے نہ سمجھنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے خلاف سخت جھگڑا کرتے رہے ہیں۔ لیکن اگر یہ سمجھ لیں کہ ہر قوم میں نبی اور مصلح آتے رہے ہیں تو ان میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ سب کا ایک ہی خدا ہے گو اس کے نام مختلف رکھ لئے گئے ہیں۔ اب تو ناموں کی وجہ سے بھی الگ الگ خدا سمجھے جاتے ہیں۔

بچپن کا ایک واقعہ ابھی تک مجھے یاد ہے۔ ایک لڑکے نے مجھ سے باتیں کرتے کرتے کہا ہندوؤں کا خدا کیسا خدا ہے۔ مَیں نے کہا جو ہمارا خدا ہے وہی ان کا خدا ہے۔ کہنے لگا یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ ان کا خدا تو پرمیشور ہے۔ مَیں نے کہا خدا تو وہی ہے، ہندوؤں نے نام اَور رکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر وہ بڑا حیران ہوا۔

دراصل بات وہی ہے جو مثنوی والے نے لکھی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے چار فقیر تھے جو مانگتے پھرتے تھے۔ کسی نے انہیں ایک سکّہ دے کر کہا جاؤ جو چیز کھانے کو جی چاہے جا کر خرید لو۔ ایک نے کہا ہم انگور لیں گے۔ دوسرے نے کہا انگور نہیں عِنَب لیں گے۔ تیسرے نے کہا داکھ لیں گے۔ چوتھے نے ترکی زبان کا ایک لفظ استعمال کیا کہ وہ لیں گے۔ اس پر ان کا جھگڑا ہوگیا۔ ہر ایک کہنے لگا جو چیز مَیں کہتا ہوں وہ خریدو۔ وہ جھگڑ ہی رہے تھے کہ ایک شخص پاس سے گزرا۔ اس نے پوچھا کیوں لڑتے ہو؟ ہر ایک نے اپنا قصہ سنایا۔ وہ چاروں زبانیں جانتا تھا، بات سمجھ گیا۔ اس نے کہا آؤ مَیں سب کو اس کی پسند کی چیز خرید دیتا ہوں۔ اس نے جا کر انگور خرید دیئے اور انہیں دیکھ کر سب خوش ہوگئے۔

اسی طرح قوموں نے ایک ہی خدا کے نام تو اپنی اپنی زبان میں رکھے تھے۔ لیکن حالت یہ ہوگئی کہ مختلف ناموں سے مختلف خدا سمجھے جانے لگے اور ہر قوم نے اپنا خدا علیحدہ قرار دے لیا اور یہ سمجھ لیا کہ خدا نے ہمارے لئے فلاں نبی یا رِشی بھیجا اور باقی سب لوگوں کو چھوڑ دیا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے لئے خدا نے نبی بھیجے۔ ان کے مختلف نام رکھ لینے سے ان میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ وہ سب سچے اور خدا کے پیارے تھے۔ غرض اس مسئلہ کو دنیا میں قائم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کو مضبوط بنیاد پر قائم کردیا۔

دوسرا مسئلہ جس کا تعلق لوگوں نے مسئلہ توحید سے نہیں سمجھا لیکن وہ بھی نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے وہ عالمگیر مذہب پیش کرنا ہے۔ جب مختلف مذاہب کے لوگوں میں خرابیاں پیدا ہوگئیں اور وہ اپنے اپنے مذہب کی اصل تعلیم کو چھوڑ چلے تو ان میں سے ہر ایک نے یہ خیال کرلیا کہ ہماری قوم ہی ہدایت پا سکتی ہے اور کوئی قوم اس نعمت سے مستفیض نہیں ہوسکتی۔ جب سب قومیں اپنی اپنی جگہ یہ سمجھی بیٹھی تھیں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا کہ ساری دنیا کے لئے ہدایت پانے کا رستہ خدا تعالیٰ نے کھلا رکھا ہے۔ چنانچہ اپنے مشن کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر آپؐ نے علان فرمایا کہ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:159) یہ نہیں کہ ہدایت کا دروازہ صرف عربوں کے لئے کھلا ہے باقی اقوام کے لئے نہیں۔ مجھے خدا نے رسول بنا کر ساری دنیا کے لئے بھیجا ہے اور سب اقوام ہدایت پا سکتی ہیں۔

اب غور کرو جب یہ خیال پیدا کیا جائے گا کہ سب کے لئے ہدایت کا دروازہ کھلا ہے تو سب کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی توحید کا عقیدہ جاگزیں ہوجائے گا۔ لیکن اگر یہ خیال پیدا کیا جائے کہ صرف عربوں کے لئے ہدایت کا دروازہ کھلا ہے، ہندوستانیوں کے لئے یا ایرانیوں کے لئے یا چینیوں کے لئے نہیں تو پھر یہ خیال پیدا ہوگا کہ ان کا خدا کوئی اَور ہے وہ خدا نہیں جو عربوں کا ہے۔ **پس عالمگیر مذہب پیش کرنے سے توحید کا بہت بڑا خیال پیدا ہوجاتا ہے اور یہ خیال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر پیدا کیا ہے۔** آپؐ نے اعلان فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کسی قوم کا انسان ہو، وہ میرے ذریعہ ہدایت پا سکتا ہے، روحانی مدارج طے کرسکتا ہے اور خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اس طرح آپ نے قومی خدا کا خیال مٹا دیا اور اس کی بجائے عالمگیر خدا پیش کیا جس سے اصل توحید قائم ہوئی۔ چنانچہ آپ کی بعثت کے بعد تمام دنیا کے ادیان میں پھر توحید کی طرف رغبت پیدا ہوگئی اور پیدا ہوتی چلی جارہی ہے۔

یہ تو مذہبی نقطۂ نگاہ تھا ان دو اصول کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کے مسئلہ کو مضبوط کیا۔ یوں کہنے سے کہ خدا ایک ہے، لوگ نہ مان سکتے تھے جب تک ان کے دماغ میں ایسے احساسات نہ پیدا کئے جاتے کہ خدا تعالیٰ سب کا ہے اور سب کے لئے اس کی رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی احساس پیدا کئے یہ تو مذہبی نقطۂ نگاہ تھا۔

ایک دنیوی نقطۂ نگاہ سے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کو پیش فرمایا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ کمپیریٹو ریلیجن (Comparative Religion) (یہ ایک نیا علم نکلا ہے کہ سب مذاہب کے اصول کو جمع کردیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ مذاہب میں کتنی باتیں مشترک ہیں۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ سب مذاہب میں خدا کا خیال مشترک ہے) والوں نے یہ خیال پیش کیا ہے کہ مذہب میں بھی اسی طرح ارتقاء ہوتا چلا آیا ہے جس طرح دنیا میں۔ وہ کہتے ہیں ہر چیز میں آہستہ آہستہ ترقی ہوتی ہے۔ مذہب نے بھی آہستہ آہستہ ترقی کی ہے۔ جیسے وہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ پہلے انسان خدا کو نہ مانتے تھے بلکہ عناصر کی پرستش کرتے تھے اور عناصر کو خدا کا ظلّ قرار دیتے تھے۔ جب انسانوں نے ترقی کی تو عناصر کی بجائے ارواح کو خدا کا ظلّ ماننے لگے اور اس طرح ترقی کرتے کرتے ایک خدا کے خیال پر قائم ہوئے۔ اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو نہیں منوایا بلکہ دنیا نے آہستہ آہستہ خدا کا کھوج نکال لیا۔ یہ ان میں سے ان لوگوں کا قول ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں جس طرح مٹی کا تیل انسانوں نے کوشش کرتے کرتے نکال لیا، وہ خود بخود نہ نکلا تھا۔ اسی طرح خدا تو موجود تھا مگر کسی کو معلوم نہ تھا۔ آخر ترقی کرتے کرتے اس کا پتہ لگا لیا گیا، وہ خود ظاہر نہ ہوا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے قائل ہی نہیں وہ کہتے ہیں خدا کوئی نہیں۔ دنیا نے اپنی عقل سے ایک نقشہ تجویز کرلیا ہے جسے خدا کہا جاتا ہے۔ اس خیال کے لوگ یہ نہیں مانتے کہ کسی انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوسکتا ہے۔ ان کے نقطۂ نگاہ سے بھی دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کے متعلق عظیم الشان تغیّر پیدا کیا ہے۔ کیونکہ ارتقاء کے مسئلہ کے رُو سے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا نے آہستہ آہستہ ترقی کی لیکن توحید کے متعلق ساری ترقی آپ کے زمانہ میں مکمل ہوچکی تھی۔ آپ نے توحید کی جو تشریح فرمائی اس کے بعد کوئی نئی تشریح آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد نہیں نکلی۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ خیال انسانی ارتقاء آپ کی ذات میں آکر مکمل ہوا اور دنیا کے لئے آپ ہی مقصدِ اعظم تھے۔ جب آپ مبعوث ہوگئے تو پھر توحید مکمل ہوگئی اور آپ نے توحید کی وہ تشریح پیش کردی کہ اس کے بعد کسی اَور تشریح کی ضرورت نہ رہی۔

میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے رِشی، مُنی اور رسول گزرے، انہوں نے توحید کو ناقص طور پر پیش کیا۔ کیونکہ توحید کو ناقص رنگ میں پیش کرنے والا نبی ہی نہیں ہوسکتا۔ **جو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر آیا، اس نے مکمل توحید پیش کی۔ مگر اپنے زمانہ کے لحاظ سے مکمل پیش کی۔** اگر مسئلہ ارتقاء کو تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت توحید کا نقطۂ کمال کو پہنچ گیا اور ہمیشہ کے لئے مکمل ہوگیا۔**

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ: مخزن تصاویر ویب سائٹ کا افتتاح

از صفحہ نمبر 2 ......

نوعیت کی اس نمائش کا باقاعدہ افتتاح حضورِ انور نے اپنے دستِ مبارک سے اکتوبر 2007ء میں فرمایا تھا۔

مخزن تصاویر کی ویب سائٹ کے آغاز سے اب دنیا بھر کے افراد جماعت احمدیہ کی اہم تاریخی تصاویر کو اپنے اپنے مقام پر رہتے ہوئے دیکھ سکیں گے اور بعض تصاویر آن لائن آرڈر کے ذریعہ خرید بھی سکیں گے۔ مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ (www.makhzan.org) کو وِزٹ کریں۔

بعد ازاں حضورِ انور طاہر ہاؤس کی پہلی منزل پر موجود ایڈیشنل وکالت اشاعت اور ویئر ہاؤس ایڈیشنل وکالت اشاعت (ترسیل) کا مختصر جائزہ لینے اور اپنے خدام کو شرفِ دیدار بخشنے کے بعد مسجد فضل روانہ ہوگئے۔

☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد صرف مسیح ابن مریم کی وفات کو ثابت کرنا نہیں بلکہ عملی حالتوں کی اصلاح ہے۔

وہ باتیں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث بن رہی ہیں اور جن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے ان میں سے ایک جھوٹ سے بچنا اور سچائی کا قیام ہے۔

خدا تعالیٰ کے مومن بندے وہ ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے۔ جو ایسی جگہوں پر نہیں جاتے جہاں فضولیات اور جھوٹ بولنے والوں کی مجلس جمی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بناتے۔ نہ ہی ایسی جگہوں پر جاتے ہیں جہاں مشرکانہ کام ہو رہے ہوں۔ اور پھر کبھی جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس طرح جھوٹ سے بچے تو ایک ایسی تبدیلی وہ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے جو حقیقی مومن بناتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے جھوٹ سے بچنے اور سچائی پر قائم رہنے کی بابت تاکیدی نصائح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے یا نہ آنے کے عقیدے سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ اپنے آپ کو شرک سے بکلی پاک کرو اور اپنی عملی حالتوں کو ایسا بناؤ کہ شرک کا شائبہ تک نہ ہو۔ سچائی کو قائم کرو اور جھوٹ سے نفرت کرو۔ اب ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی جائزہ لے

مکرم قاسم تورے صاحب معلّم آئیوری کوسٹ کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 05؍فروری 2016ء بمطابق 05 تبلیغ 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک جلسے پر ایک صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اس قدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم کا زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا امر نہیں جو ہمارے درمیان اور ان کے درمیان قابل نزاع ہو۔ کیونکہ اس بات سے بہت سی باتیں اور آپ کی بعثت کا مقصد واضح نہیں ہوتا تھا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود طبیعت کی خرابی کے اس دن اس بات کا نوٹس لیا کہ صرف اتنا فرق نہیں ہے۔ آپ نے 27؍دسمبر 1905ء کو خود اس بات کی وضاحت کے لئے ایک تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ میری بعثت کا مقصد صرف اتنے سے فرق کو ظاہر کرنا نہیں ہے۔ اتنی سی بات کے لئے، اتنے چھوٹے کام کے لئے اللہ تعالیٰ کو سلسلہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اس میں آپ نے بہت سی باتیں بیان فرمائیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 334-335۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) فرمایا ٹھیک ہے وفات مسیح کے عقیدہ کا ایک فرق ہے۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی عملی حالت بھی بگڑ چکی تھی اور اس بارے میں پھر آپ نے تفصیل سے فرمایا۔ ان عملی حالتوں کے بارے میں جو باتیں آپ نے بیان فرمائیں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث بن رہی ہیں اور جن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے ان میں سے ایک جھوٹ سے بچنا اور سچائی کا قیام ہے۔ اور آپ نے جماعت کو اس حوالے سے نصیحت کی کہ اپنے سچائی کے معیاروں کو بلند کرو اور اپنے اور غیر میں اس فرق کو ظاہر کرو۔ صرف ایمان لے آنا اور آپ کی بعثت کو سچا مان لینا کچھ کام نہیں آتا۔

آپ کے الفاظ میں یہ باتیں میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اگر ہم میں سے ہر ایک انصاف سے اپنا جائزہ لے تو بہت سے ایسے ہیں جن کو خود ہی پتا چل جائے گا کہ جو معیار حاصل کرنے کی طرف جماعت کو توجہ کرنی چاہئے جس کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے وہ معیار نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی حقیقی مومنوں کی یہی نشانی بتائی ہے کہ لَایَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان: 73) کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ پھر شرک اور جھوٹ کے بارے میں بتایا کہ ان سے بچو۔ اکٹھا کیا شرک اور جھوٹ کو۔ گویا جھوٹ کا گناہ بھی شرک کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو لفظ استعمال کیا ہے وہ جیسا کہ مَیں نے پڑھا ''زُور'' کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں جھوٹ، غلط بیانی، غلط گواہی، خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہرانا، ایسی مجلسیں یا جگہیں جہاں جھوٹ عام بولا جاتا ہو۔ اسی طرح گانے بجانے اور فضولیات اور غلط بیانیوں کی مجالس یہ ساری زُور کے معنوں میں آتی ہیں۔

پس خدا تعالیٰ کے مومن بندے وہ ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے۔ جو ایسی جگہوں پر نہیں جاتے جہاں فضولیات اور جھوٹ بولنے والوں کی مجلس جمی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بناتے۔ نہ ہی ایسی جگہوں پر جاتے ہیں جہاں مشرکانہ کام ہو رہے ہوں۔ اور پھر کبھی جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس طرح جھوٹ سے بچے تو ایک ایسی تبدیلی وہ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے جو حقیقی مومن بناتی ہے۔

بہرحال اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطاب کا وہ حصہ پیش کرتا ہوں جس میں جھوٹ کے بارے میں آپ نے فرمایا۔ اس کو غور سے سنیں۔ آج ہم میں سے بھی بہت یا کافی تعداد تو ایسی ہے جس کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے بگڑنے اور ان کے تفرقے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبِّ دنیا ہی ہوئی ہے''۔ (حُبِّ دنیا کا پیچھے سے ایک ذکر چل رہا ہے۔ اس بارے میں آپ نے فرمایا یہ حُبّ دنیا ہی ہے جو مسلمانوں میں پھاڑ ڈالنے کا موجب ہے) ''کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آ سکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِّ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں'' ہے۔ فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا (کہ) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32)۔ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ اب اس حُبّ اللہ کی بجائے اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُبّ الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے۔'' (آپ سوال اٹھاتے ہیں کہ) ''کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے؟'' (دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف ڈوب جاؤ) ''کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا دار تھے؟ کیا وہ سُود لیا کرتے تھے؟ یا فرائض اور احکام الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا؟ مداہنہ تھا؟ دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو۔ اِتباع تو یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم پر چلو'' (آپ تو دین کو دنیا پر مقدم کرتے تھے نہ کہ دنیا کو دین پر) ''اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے''۔ فرمایا کہ ''آپ کے نقش قدم پر چلو پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے۔ صحابہؓ نے وہ چلن اختیار کیا تھا۔ پھر دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچایا۔ انہوں نے دنیا پر لات ماردی تھی اور بالکل حُبِّ دنیا سے الگ ہو گئے تھے۔ اپنی خواہشوں پر ایک موت وارد کر لی تھی۔ اب تم اپنی حالت کا ان سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ کیا انہیں کے قدموں پر ہو؟ افسوس اس وقت لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے؟ رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ نے بہت سے بچے دے دیئے ہیں''۔ فرمایا کہ ''کوئی شخص عدالت میں جاتا ہے تو دو آنے لے کر جھوٹی گواہی دے دینے میں ذرا شرم و حیا نہیں کرتا۔ کیا وکلاء قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ

سارے کے سارے گواہ سچے پیش کرتے ہیں''۔(ملفوظات جلد 8 صفحہ 349-348۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا۔ وہ مجسٹریٹ تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میرے پاس ایک شخص آیا جس کو مَیں جانتا تھا۔ تاریخ تھی گواہوں کی پیشی ہونی تھی۔ اس نے کہا کہ مجھے اگلی تاریخ دے دیں میرے گواہ نہیں حاضر ہوئے۔ تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اسے مذاق سے کہا کہ مَیں تو تمہیں بڑا عقل مند سمجھتا تھا تم تو بڑے بیوقوف نکلے۔ گواہ کہاں سے تم نے لانے ہیں۔ باہر جاؤ کسی کو آٹھ آنے روپیہ دو وہ تمہارے گواہ بن کے آجائیں گے۔ خیر وہ شخص باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد دو تین آدمی گواہ لے آیا اور گواہ سے جب حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جرح کرتے تھے تو وہ جواب دیتا ہاں مَیں نے دیکھا اس طرح واقعہ ہوا ہے، اس طرح واقعہ ہوا ہے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کہتے ہیں کہ مَیں دل دل میں ہنس رہا تھا بلکہ اس کے سامنے ہی ہنس رہا تھا کہ میرے کہنے پہ یہ باہر گیا ہے، گواہ لے کے آیا ہے اور گواہ کتنی صفائی سے میرے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں اور خدا کی قسم کھا کر، قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ تو اس کے بعد جب انہوں نے گواہی دے دی۔ مَیں نے انہیں کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قرآن کے اوپر گواہی دے رہے ہو اور میرے سامنے لے کے آئے ہو۔(ماخوذ از 'اپنے اندر سچائی، محنت اور ایثار کے اوصاف پیدا کرو'، انوار العلوم جلد 22 صفحہ 291)

تو یہ گواہوں کا حال ہے اور آج بھی یہی حال ہے۔ جماعت کے خلاف تو مقدمات میں ہمیں اکثر نظر آتا ہے کہ بہت سارے لوگ جو موجود بھی نہیں ہوتے وہ گواہ بن کے کسی کے مقدمے میں پیش ہو جاتے ہیں۔ تو بہرحال فرماتے ہیں کہ ''آج دنیا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لیے جاتے ہیں''۔(سارے کاغذات documents جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں۔ کسی سرکاری افسر کو پیسے دیئے اور جھوٹے بنا لئے) ''کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔'' (یعنی سچ سے دُور ہی رہیں گے اور آجکل تو یہ حالت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے) ''اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟'' (سلسلے کی ضرورت کے بارے میں آپ نے ان اخلاق کو پیش کیا اور بتایا کہ کیا صرف اتنا ہی کہہ دینا کہ مسیح آسمان پر نہیں ہے اور زمین میں فوت ہو چکے ہیں اور اب جس نے آنا تھا وہ آ گیا ہے کافی ہے؟ نہیں۔ بلکہ یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو قائم کرنے ہوں گے۔ اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا) فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31) بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے''۔ فرمایا ''جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے''۔(ملفوظات جلد 8 صفحہ 350-349۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ: ''ستائیس اٹھائیس سال کا عرصہ گزرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رَلیا رام تھا اور وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا''۔(اب یہ واقعہ ہم میں سے کئی لوگوں نے سنا ہوا ہے۔ بیان بھی کرتے ہیں۔ لیکن صرف بیان کرتے ہیں۔ عمل ہم میں سے بھی بعض نہیں کر رہے ہوتے) فرمایا کہ ''اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لیے تاکید بھی تھی اس لیے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لیے یہ موقعہ ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رو سے پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اُس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا۔ اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رَلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لیے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تَل کر واپس بھیج دیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام آ سکتی ہے۔

غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لیے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے (جھوٹ بولنے کے) اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رَلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلّی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریّت ہو جائے گی''۔(یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وکیل مشورہ دے رہے ہیں کہ جھوٹے گواہ پیش کرو)۔ ''ورنہ'' (وکیلوں نے کہا کہ) ''صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی (کا) نہیں (ہے)۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں) ''مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بلا توقّف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لیے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا'' (حکومت کو نقصان پہنچانے کے لئے، اس کے پیسے ہضم کرنے کے لئے یہ کام نہیں کیا تھا) ''بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نَج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو مَیں نہیں سمجھتا تھا۔ مگر اس قدر مَیں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو (No,No) کرکے اس کی سب باتوں کو ردّ کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنی تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لیے رخصت'' (ہے)۔ ''یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ اُس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے؟ تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا کہ خیر ہے، خیر ہے''۔(ملفوظات جلد 8 صفحہ 350 تا 353 حاشیہ۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''مَیں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں۔ مَیں اب تک بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے''۔(یہ ڈاکخانے والا واقعہ، عدالت والا واقعہ) فرمایا کہ ''مَیں اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا۔ اس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور نشان کے ہوگئی۔ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (الطلاق: 04)''۔(جو اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں'' (ایک لفظ) ''بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟'' (یہ کس طرح ہوسکتا ہے) ''اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں''۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی''۔(اگر کسی نے سچ بولا اور کسی مقدمہ میں یا کسی وجہ سے اس کو اگر کوئی سزا ملی ہے تو اس وجہ سے نہیں ملی کہ اس نے یہ سچ بولا تھا اور اگر وہ جھوٹ بولتا تو سزا نہ ملتی بلکہ فرمایا) ''وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی درمخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے'' (جو دوسرے گناہ کئے ہوتے ہیں، چھپے ہوئے گناہ کئے ہوتے ہیں بعض دفعہ ان کی سزا ہوتی ہے) ''اور کسی اور جھوٹ کی (سزا) ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں''۔

اس کے بعد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح بعض دفعہ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی بات ہوتی ہے اس کی سزا بڑی مل رہی ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''میرے ایک استاد گل علی شاہ بٹالے کے رہنے والے تھے۔ وہ شیر سنگھ کے بیٹے پرتاپ سنگھ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگھ نے اپنے باورچی کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تھے'' (یہ استاد جو تھے گل علی شاہ صاحب) ''انہوں نے کہا کہ آپ نے (اس کو مار کے) بڑا ظلم کیا''۔(بیچارے نے کھانے میں نمک ہی زیادہ ڈالا تھا ناں) ''اس پر شیر سنگھ نے کہا۔ مولوی جی کو خبر نہیں

اس نے میرا سو بکرا کھایا ہے۔ اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقعہ پر پکڑا جاکر سزا پاتا ہے"۔ فرمایا "جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ذلیل ہو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں" (ہے)۔ لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا۔ بالکل نہیں۔ بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہوگی۔ اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو۔ پھر مَیں برکت دوں گا"۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "غرض یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جھوٹ اور فریب کے بغیر گزارہ نہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں شخص نے مقدمہ میں سچ بولا تھا اس لیے چار برس کو دھرا گیا۔ مَیں پھر کہوں گا کہ یہ سب خیالی باتیں ہیں جو عدم معرفت سے پیدا ہوتی ہیں"۔

فرمایا "کسبِ کمال کن کہ عزیز جہاں شوی"۔ (یعنی کمال حاصل کرتا کہ تو دنیا کا پیارا بن جائے۔ یہ اپنی کمزوریاں ہیں جو جھوٹ بلواتی ہیں۔ اگر نیکیوں کی طرف توجہ ہو اور انسان اس پر بڑھنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ پر توکل ہو تو پھر یہ سزائیں اس طرح نہیں ملا کرتیں۔) فرمایا "یہ نقص کے نتیجے ہیں"۔ (یہ اپنی کمزوریوں کے جو نقص ہیں اس کے نتیجے ہیں کہ سزائیں ملتی ہیں) "کمال ایسے ثمرات پیدا نہیں کرتا۔ ایک شخص اگر موٹی سی کھدر کی چادر میں کوئی توپا بھرے تو اس سے وہ درزی نہیں بن جاوے گا"۔ (یعنی کوئی ٹانکا لگا دے کھدر کی چادر میں تو اس سے اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بڑا اچھا درزی ہے، اس کو سینا آتا ہے) "اور یہ لازم نہ آئے گا کہ اعلیٰ درجہ کے ریشمی کپڑے بھی وہ سی لے گا۔ اگر اس کو ایسے کپڑے دیئے جاویں تو نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ انہیں برباد کر دے گا"۔ فرمایا "پس ایسی نیکی جس میں گند ملا ہوا ہو کسی کام کی نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور اس کی کچھ قدر نہیں۔ لیکن یہ لوگ اس پر ناز کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ نجات چاہتے ہیں۔ اگر اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ تو ایک ذرّہ بھی کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس نے تو خود فرمایا ہے۔ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (الزلزال:8)"۔ (کہ جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کا نتیجہ دیکھے گا اور پھل پائے گا) فرمایا "اس لئے اگر ذرہ بھر بھی نیکی ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس قدر نیکی کر کے پھل نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں اخلاص نہیں آیا ہے۔ اعمال کے لیے اخلاص شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (البيّنة:6) یہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہیں"۔
(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرو۔)

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 351 تا 355۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اب یہ سب باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں اور بڑے درد کے ساتھ بیان فرمائی ہیں اور جیسا کہ مَیں نے بتایا اس حوالے سے بیان فرمائی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے یا نہ آنے کے عقیدے سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ اپنے آپ کو شرک سے بکلی پاک کرو اور اپنی عملی حالتوں کو ایسا بناؤ کہ شرک کا شائبہ تک نہ ہو۔ سچائی کو قائم کرو اور جھوٹ سے نفرت کرو۔ اب ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی جائزہ لے مثلاً بعض باتیں ایسی ہیں۔ چند بیان کرتا ہوں۔ مقدمات میں یہ جائزہ لیں کہ مقدمات میں ہم غلط بیانیوں سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم کاروباروں میں منافع کی خاطر غلط بیانی سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم رشتہ طے کرتے وقت غلط بیانیاں تو نہیں کرتے۔ کیا ہر طرح سے قول سدید سے کام لیتے ہیں؟ لڑکے کے بارے میں اور لڑکی کے بارے میں سب معلومات دی جاتی ہیں؟ حکومت سے سوشل اور ویلفیئر الاؤنس لینے کے لئے جھوٹ کا سہارا تو نہیں لیتے۔ اس بارے میں تو بہت سے لوگوں کے بارے میں منفی تاثر پایا جاتا ہے کہ اپنی آمد چھپا کر حکومت سے الاؤنس لیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ٹیکس کی ادائیگی بھی نہیں کی جاتی۔ یہاں ٹیکس بھی چوری ہوتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اب جو عمومی معاشی حالات دنیا کے ہیں ہر حکومت مسائل کا شکار ہو رہی ہے یا ہو گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو ہو جائے گی۔ اس لئے اب حکومتیں گہرائی میں جا کر حقیقت جاننے کی کوشش کرتی ہیں اور کر رہی ہیں۔ پس اگر حکومت کے سامنے کوئی غلط معاملہ آجاتا ہے تو جہاں یہ باتیں اس شخص کے لئے مشکلات پیدا کریں گی وہاں احمدیت کی بدنامی کا باعث بھی بنیں گی اگر یہ پتا ہو کہ وہ شخص احمدی ہے۔

پس جو اس لحاظ سے کسی بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں وہ دنیاوی فائدے کو نہ دیکھیں۔ تھوڑے سے میں گزارہ کر کے جھوٹ سے بچ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

پھر اسائلم کے معاملات ہیں اس میں اپنے جائزے لیں کہ غلط بیانی سے کام تو نہیں لیا جا رہا۔ یقیناً وکیل اس کے لئے ابھارتے ہیں اور یہ ہمیشہ سے وکیلوں کا وطیرہ ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ آپ کو بھی کہا کہ جھوٹ بولیں اور جھوٹے گواہ پیش کر دیں۔ اسی طرح عہدیدار بھی اپنے جائزے لیں کہ کیا وہ اپنی رپورٹس میں غلط بیانی تو نہیں کرتے یا کوئی ایسی بات تو نہیں چھوڑ دیتے جس کی اہمیت ہو۔ پہلے بھی میں نے ایک دفعہ ایک خطبہ میں کہا تھا کہ پوری طرح قول سدید سے اگر کام نہ لیا جائے تو وہ بھی غلط ہے۔ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے معاملات نپٹائے جانے چاہئیں۔ (خطباتِ مسرور جلد 10 صفحہ 539 خطبہ فرمودہ 7 ستمبر 2012ء) پس بہت گہرائی میں جا کر معاملات کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنے مفادات سے باہر نکل کر اپنی اَناؤں سے باہر نکل کر خدا تعالیٰ کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے معاملات نپٹائے اور اس طرح اپنے معاملات نپٹانے چاہئیں۔ اگر یہ سب کچھ نہیں تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ حُبِّ دنیا کا اظہار ہے اور حُبِّ دنیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تفرقہ کی طرف لے کر جاتی ہے اور تفرقہ سے پھر ظاہر ہے جماعت کی اکائی بھی قائم نہیں رہتی یا کم از کم اس معاشرے میں اس حلقے میں ایک فتنہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اکائی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا کرنے آئے تھے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ حُبِّ دنیا کی وجہ سے ہی باقی فرقے بنے تھے۔ اسی طرح کا پھر ایک فرقہ بن جائے گا۔ گویا کہ ایک برائی سے کئی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برائیاں پھر بچے دیتی چلی جاتی ہیں۔ پس احمدی ہو کر ہم پر بہت ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں جنہیں ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ حقیقی احمدی تو وہی ہے جو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی کوشش کرے اور خدا تعالیٰ کا بننے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ اسی تسلسل میں جو پیچھے میں نے بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ "یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لیے ہو جاوے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریا کاری اور فریب سے خدا تعالیٰ کو ٹھگ لوں گا تو یہ حماقت اور نادانی ہے۔ وہ خود ہی دھوکا کھا رہا ہے۔ دنیا کی زیب، دنیا کی محبت ساری خطا کاریوں کی جڑ ہے"۔ (دنیا کی خوبصورتی اور دنیا کی محبت جو ہے یہ سب خطا کاریوں کی جڑ ہے) "اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ مَیں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہئے تھا۔ جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آسکتا تو اللہ تعالیٰ کیونکر کسی کے دھوکہ میں آسکتا ہے۔ مگر ایسے افعالِ بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اس وقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے اور جس میں وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم و ہم میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس وقت کا لحاظ اور خیال بھی نہیں کہ جب قبر میں رکھے جاویں گے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور دین کے لیے ذرا بھی ہمّ و غم رکھتے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتے"۔ فرمایا "سعدی (جو فارسی کا شاعر ہے) کہتا ہے:

ع گر وزیر از خدا بترسیدے

(کاش وزیر خدا سے ڈرتا۔) ملازم لوگ تھوڑی سی نوکری کے لیے اپنے کام میں کیسے چست و چالاک ہوتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ذرا ٹھنڈا پانی دیکھ کر ہی رہ جاتے ہیں۔ ایسی باتیں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہیں ہوتی۔ اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو اور مرنے کا خیال اور یقین ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے۔ اس کی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے۔ لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہاں تک کہ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (الشمس:16)۔ پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اس کے پچھلوں کا کیا حال ہوگا۔ برخلاف اِس کے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو عزت دیتا اور خود اُن کے لیے ایک سپر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اس طرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں ان میں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ ہتھیلی پر سرسوں جما دی جاوے۔ وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کس قدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لیے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اس کے کاموں کے لیے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔ کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے۔ لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر ولی بنا دو اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہنچ جاویں۔ حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اٹھائی اور نہ کسی ابتلا کے نیچے آیا"۔

فرمایا کہ "خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون اور آئین نہیں ہے۔ یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اورخدا تعالیٰ نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہوسکتا کہ ہم کہہ دیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے (کہ) اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:03) یعنی کیا یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنا ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہ ہو۔ یہ امر سنّت اللہ کے خلاف ہے کہ پھونک مار کر ولی اللہ بنادیا جاوے۔ اگر یہی سنت ہوتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور پھر اپنے جان نثار صحابہ کو پھونک مار کر ولی بنا دیتے۔ ان کو امتحان میں ڈلوا کر ان کے سر نہ کٹواتے اور خدا تعالیٰ ان کی نسبت یہ نہ فرماتا کہ مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا (الاحزاب:24)" (پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔)

آپ نے فرمایا: ''پس جب دنیا بغیر مشکلات اور محنت کے ہاتھ نہیں آتی تو عجیب بے وقوف ہے وہ انسان جو دین کو حلوۂ بے دود سمجھتا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ بایں اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ ان کے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں۔ کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں رہبانیت تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اس نے یہ تعلیم دی کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشمس:10) یعنی نجات پا گیا وہ شخص جس نے تزکیۂ نفس کیا۔ یعنی جس نے ہر قسم کی بدعت، فسق وفجور نفسانی جذبات سے خدا تعالیٰ کے لیے الگ کرلیا۔ اور ہر قسم کی نفسانی لذّات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کرلیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اس کے تکلّفات کو چھوڑتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 355 تا 357۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں۔ سچائی کے معیار کی اہمیت کو سمجھنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر صرف اپنے مونہوں سے نہیں بلکہ حقیقت میں آپ کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے والے ہوں اور اسے پورا کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کرکے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم قاسم تورے صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ کا ہے۔ یہ وہاں کے مقامی باشندے تھے۔ 25؍جنوری 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1986ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ ایک ذاتی مدرسہ چلاتے تھے اور احمدیت میں داخل ہونے کے بعد آپ نے وہ اپنا مدرسہ جماعت کو پیش کر دیا جسے بعد میں پرائمری سکول میں تبدیل کر دیا گیا۔ 1990ء میں جامعہ احمدیہ آئیوری کوسٹ سے مشنری کورس جو مربی کا کورس ہے، معلم کا کورس ہے مکمل کیا اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک آئیوری کوسٹ کے طول وعرض میں تبلیغی دورہ جات کیے۔ بیشمار شہروں اور دیہاتوں میں احمدیت کا پودا لگایا۔ آپ کو دس سال تک بسّم ریجن میں بطور ریجنل مشنری کام کرنے کی بھی توفیق ملی۔ آپ نے تقریباً ایک سال اردو زبان سیکھنے کے لئے صَرف کیا اور پھر وفات تک جُولا زبان میں خطبات جمعہ کے ترجمہ کا کام بھی جاری رکھا۔ مرحوم موصی تھے۔

وہاں کے مبلغ باسط صاحب لکھتے ہیں کہ آپ سے خاکسار کا تعارف 1996ء میں ہوا تھا۔ 86ء سے لے کر اب تک گزشتہ تیس سال سے ان کو جماعتی خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔ جماعت سے وفاداری، خلافت سے محبت، کلام امام سے محبت اور اَن تھک محنت ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ نے اپنے شوق سے اردو لکھنی پڑھنی سیکھی تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے براہ راست استفادہ کرسکیں۔ اس کے لئے دو دفعہ قادیان بھی گئے تاکہ اردو سیکھ سکیں۔ واپس آکر بڑے شوق سے کتب کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں میرے ساتھ اکثر ٹیلیفون پر رابطہ ہوتا تھا۔ مختلف محاورات اور مشکل الفاظ کے بارے میں پوچھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام بھی بڑے شوق اور عشق کے جذبے سے پڑھتے تھے اور اس کا ترجمہ جاننے کی بھی کوشش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش الحانی عطا کی تھی۔ کہتے ہیں ایک دفعہ ایک سفر کے دوران انہوں نے خاکسار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام سیکھنے کی فرمائش کی۔ کہتے ہیں میں نے انہیں 'جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است' کے تقریباً پانچ اشعار ترنم کے ساتھ سکھائے۔ چنانچہ جب ہم گاؤں میں پہنچے جہاں دورے پہ جارہے تھے تو وہاں جلسے میں انہوں نے وہ اشعار ترنم سے سنائے۔ اور پھر جُولا زبان میں ان کا ترجمہ بھی کیا۔ اسلام احمدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ظہور امام مہدی کے بارے میں عربی، جولا اور فرنچ زبان میں بیشمار نظمیں خود انہوں نے کمپوز کیں اور خود ہی ترنم سے پڑھتے بھی تھے جو کہ لوگوں میں بے حد مقبول ہوئیں۔

2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد نارتھ ریجن میں جو باغیوں کے کنٹرول میں تھا اور عملاً ملک سے کٹا ہوا تھا وہاں جماعت کے مخالفین نے یہ جھوٹا پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ ان کے خلیفہ کی وفات ہوگئی ہے اور اس کے بعد اب جماعت ختم ہوگئی ہے جس سے اس علاقے کے احمدیوں میں بے چینی پھیل گئی۔ جب یہ خبر مرکز میں پہنچی تو قاسم تورے صاحب کو اس جھوٹے پراپیگنڈے کے قلع قمع کے لئے بھیجا گیا۔ ان دنوں میں نارتھ ریجن کا سفر بہت مشکل تھا لیکن قاسم صاحب بس پر، ٹریکٹر ٹرالی پر، موٹر سائیکل پر، گدھا گاڑی پر، پیدل سفر کرتے کراتے جنگلوں میں سے گزرتے ہوئے ان جماعتوں میں پہنچے۔ وہاں اس علاقے میں دوبارہ تبلیغ کی اور بتایا کہ خلافت کا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہے۔ پھر اس سے احمدیوں کا مورال بلند ہوا۔ چنانچہ اس دورے کے نتیجہ میں بہت سی جماعتوں میں زندگی کی نئی روح پیدا ہوئی اور یوں انہیں جھوٹے پراپیگنڈے کو ختم کرنے کی توفیق ملی۔ تبلیغ کی خاطر آپ اکثر ایک ایک ماہ کے مسلسل دورے کیا کرتے تھے اور بڑی محنت کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 28؍نومبر 2015ء بروز ہفتہ صبح 10 بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر **مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم ہدایت اللہ شاد صاحب۔ ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال۔ حال یوکے) اور مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب (ابن مکرم چوہدری لال دین صاحب۔ ہنسلو۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

(1) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم ہدایت اللہ شاد صاحب۔ ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال۔ حال یوکے)

20 نومبر 2015ء کو طویل علالت کے بعد 73 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت بھاگ دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم حاکم دین صاحب آف پسرور کی بیٹی تھیں۔ نمازوں کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، چندوں اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے اپنا نصف زیور مسجد خدیجہ جرمنی اور نصف مریم شادی فنڈ میں پیش کرنے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی ممانی اور مکرم احمد نصیر الدین صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ بیت النور کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب (ابن مکرم چوہدری لال دین صاحب۔ ہنسلو۔ یوکے)

26 نومبر 2015ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1961ء میں یوکے آئے تھے۔ ہنسلو جماعت میں آپ کو سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری تعلیم وتربیت کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو ایئرپورٹ سے لانے کی خدمت بھی بجالاتے رہے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ابتدائی ایام میں اپنا گھر جماعتی میٹنگز اور پروگراموں کے لئے پیش کرتے رہے۔ بہت دعا گو، خدمت کا جذبہ رکھنے والے، مخلص، باوفا اور ملنسار انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ صائمہ صدیق صاحبہ (اہلیہ مکرم صدیق احمد بٹ صاحب۔ مالی مغربی افریقہ)

5 نومبر 2015ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 35 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے میاں کے ساتھ ہیومینٹی فرسٹ کے سلائی سنٹر میں ٹیچر کی حیثیت سے خدمت بجالا رہی تھیں۔ آپ بہت دعا گو، چندوں میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے نہایت عقیدت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ اپنی اولاد کو بھی خلافت سے گہری وابستگی کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم احمد خان صاحب (آف آملا پورم۔ آندھرا پردیش۔ انڈیا)

4 نومبر 2015ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخلص، باوفا اور فدائی احمدی تھے۔ تبلیغ کا غیر معمولی جوش تھا۔ آپ کے ذریعہ کئی افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ خلافت سے گہری وابستگی اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ MTA پر حضور انور کے خطبات اور خطابات کو بڑے غور سے سنا کرتے تھے۔ آپ نے ضلع ایسٹ گوداوری کے ناظم انصار اللہ اور زونل امیر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(3) مکرمہ شازیہ ناہید صاحبہ (اہلیہ مکرم مسعود احمد اعوان صاحب آف Ludwighafen جرمنی)

3 اکتوبر 2015ء کو 40 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ہمیشہ جماعتی خدمت اور مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتیں۔ بڑے اخلاص اور محبت سے خدمت کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنی بیماری کا تمام عرصہ صبر سے گزارا۔ آپ جماعت سے اور خلافت سے گہری عقیدت کا تعلق رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(4) مکرم عبد الغفار صاحب (ابن مکرم ارشاد احمد صاحب۔ دارالعلوم شرقی۔ حلقہ ہادی ربوہ)

19 نومبر 2015ء کو 50 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو اپنے حلقہ میں منتظم اطفال، زعیم مجلس خدام الاحمدیہ اور 6 سال صدر محلّہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ غریب پرور، ہر ایک کے ہمدرد، اچھے اخلاق کے مالک مخلص اور نیک انسان تھے۔ خلافت سے گہری محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کی محنت اور کوششوں سے حلقہ میں مسجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

فرینکفرٹ کے مرکزی ریلوے اسٹیشن پر 9 اور 10 نومبر 2015ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کے زیر اہتمام اسلام کے امن اور محبت کے پیغام پر مشتمل شاندار نمائش کا انعقاد

40 ہزار سے زائد افراد نے اس نمائش کو دیکھا۔30 مختلف اسلامی موضوعات پر جرمن، عربی، ترکی، انگریزی، البانین اور فارسی زبانوں میں 31 ہزار سے زائد لٹریچر کی تقسیم۔ ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کے پیغام پر مشتمل مختلف تحائف کی تقسیم۔ مسلم اور غیر مسلم افراد کی طرف سے نمائش کے انعقاد پر خوشی کا اظہار

رپورٹ: صفوان احمد ملک۔(شعبہ تبلیغ) جرمنی

ماہ نومبر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو Frankfurt کے مرکزی ریلوے اسٹیشن پر مسلسل 48 گھنٹے اسلام نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ یاد رہے کہ جرمنی میں کسی بھی ریلوے اسٹیشن پر لگنے والی یہ پہلی نمائش تھی۔

جرمنی کے شہر Frankfurt کا شمار جرمنی کے قدیم اور مشہور شہروں میں ہوتا ہے جس کی تاریخ تقریباً 3 ہزار سال قبل مسیح بیان کی جاتی ہے۔ یہ شہر جرمنی کے صوبہ ہیسن کا سب سے بڑا شہر ہے اور جرمنی کے بڑے شہروں میں اس کا نمبر پانچواں ہے۔ یہ شہر عالمگیر شہرت کا حامل ہے۔ اور معاشی امور (بنکاری) کے لئے پورے یورپ کا ہیڈ کواٹر جانا جاتا ہے۔ٹریڈنگ کی عالمی منڈیاں بھی یہاں موجود ہیں اس وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں روزانہ لوگ اس شہر میں آتے جاتے ہیں۔ اس شہر کی کل آبادی 7 لاکھ کے قریب ہے۔

یہ شہر وسطی یورپ کے مشہور دریا مائن کے کنارے آباد ہے ۔ جرمن زبان میں Furt اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی زیادہ گہرا نہ ہو اور اُس کے ساتھ ساتھ آبادی ہو اور فرانک ایک قدیم جرمن قبیلے کا نام ہے اس لئے اس شہر کو Frankfurt کہا جاتا ہے اور اس شہر کی وجہ تسمیہ بھی یہی بیان کی جاتی ہے۔

1240ء میں Frankfurt کے تجارتی میلے کو شاہی تجارتی میلے کا درجہ دیا گیا اور 1585ء میں یہاں اسٹاک ایکسچینج شروع ہوئی۔ ہر سال یہاں متعدد نمائشیں لگتی ہیں جن میں سے بعض کا شمار دنیا کی بڑی نمائشوں میں ہوتا ہے۔

اس ریلوے اسٹیشن کے 24 پلیٹ فارم اور 26 ٹریکس ہیں۔ اور ریلوے اسٹیشن کے نیچے سات انڈر گراؤنڈ ٹریک ہیں جن پر ٹرام چلتی ہے۔ یعنی پورے Frankfurt کے نیچے ٹرام چلتی ہے۔ اور اوپر عالی شان عمارتیں اور سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح ریلوے اسٹیشن کے باہر مختلف سمتوں میں جانے والی لوکل بسوں کے علاوہ جرمنی کے ہمسایہ ممالک کے لئے بس اسٹیشن بھی موجود ہے جہاں سے روزانہ ہزاروں مسافران کے ذریعہ سفر اختیار کرتے ہیں۔

اس شہر میں 19 ویں صدی کے اوائل میں ریلوے ٹریک بچھایا گیا اور 1866ء میں موجودہ جگہ پر ریلوے اسٹیشن بنایا گیا۔ یہ ٹریک پہلے پہل صرف Frankfurt اور Wiesbaden کے درمیان تھا۔ ریلوے اسٹیشن کی موجودہ عمارت 1883ء میں بننا شروع ہوئی ۔ اس عمارت کو لوہے اور شیشوں سے بنایا اور پلیٹ فارمز کو تین بڑے بڑے ہالوں کے ذریعہ مسقّف کیا گیا۔ اس عمارت کا افتتاح 18 اگست 1888ء کی شام کو ہوا۔ دوسری جنگ عظیم میں اس اسٹیشن کا کافی نقصان ہوا۔

وقت کے ساتھ ساتھ اس کی آرائش، خوبصورتی اور عمارت میں اضافے ہوتے رہے۔ 1924ء میں ریلوے اسٹیشن کی دونوں جانب مزید ہالوں کا اضافہ کیا گیا اسی طرح 1956ء میں اس اسٹیشن کو مکمل طور پر بجلی سے چلنے والا بنایا گیا۔ 1971ء میں انڈر گراؤنڈ ٹرینوں کے چلنے کے لئے سرنگیں تیار کی گئیں اور فرینکفورٹ کے چاروں اطراف اس کا جال بچھایا گیا۔ اسی طرح انڈر گراؤنڈ ریلوے اسٹیشن کے اردگرد بہت بڑا شاپنگ مال تعمیر کیا گیا جس کی تکمیل 1978ء میں ہوئی۔

ریلوے اسٹیشن کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی وسیع وعریض اور بلند چھت والا ہال ہے جس کی دائیں جانب Coffe Shop، پھولوں اور مصنوعی جیولری کی دکانیں وغیرہ ہیں جبکہ بائیں طرف ریلوے اسٹیشن کے دفاتر ہیں جہاں سے لوگ ٹکٹ خرید کرتے ہیں اور سفری معلومات لیتے ہیں۔ اس ہال میں مسافروں کے بیٹھنے اور انتظار کے لئے بنچ بھی لگے ہوئے ہیں۔ اس ہال کو مختلف نمائشوں اور میلوں کے لئے ہی بنایا گیا ہے جسے ریلوے انتظامیہ کرائے پر دیتی ہے جہاں مختلف کمپنیاں اپنی اپنی اشیاء کی مشہوری کرتی ہیں۔ اس ہال کی پیمائش 600 مربع میٹر سے زائد ہے۔ یہ جگہ بہت مصروف ہوتی ہے شائد ہی کوئی دن ایسا ہوتا ہو کہ یہاں کوئی نمائش نہ لگی ہو اس جگہ کو کرائے پر حاصل کرنا کافی مشکل ہے بعض اوقات سال ڈیڑھ سال بعد باری آتی ہے لوگوں نے ایڈوانس بکنگ کروائی ہوتی ہے۔

اللہ کے فضل سے شعبہ تبلیغ جرمنی کی ایک لمبے عرصہ سے خواہش تھی کہ یہاں اسلام نمائش لگائی جائے۔ مکرم مبین جاوید صاحب معاون شعبہ تبلیغ نے اس کی اجازت لینے کی مسلسل کوشش کی اور بالآخر ایک سال کی محنت کے بعد مختلف مراحل سے ہوتے ہوئے مورخہ 9 اور 10 نومبر کو یہ نمائش لگانے کی اجازت مل گئی۔

شعبہ تبلیغ کے معاونین اور لوکل امارت فرنکفورٹ کے احباب جماعت نے مل کر محترم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ Frankfurt کی رہنمائی میں اس نمائش کو مورخہ 8 نومبر رات 12 بجے لگانا شروع کیا اور صبح 4 بجے

الحمدللہ خوبصورت نمائش کو مکمل طور پر مہمانوں کے لئے کھول دیا گیا۔ اس موقع پر جہاں خاکسار مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر Frankfurt، مکرم منصور احمد لوکل سیکریٹری تبلیغ، مکرم میاں عبدالسلام صاحب صدر حلقہ بیت السبوح اور اُن کی ٹیم کا بے حد ممنون ہے وہاں بعض اور احباب کا بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ جنہوں نے کمال محنت اور شوق سے مسلسل کام کیا اور اپنی خدمات پیش کیں۔ مکرم قمر شہباز بٹ صاحب مکرم منظور احمد صاحب مکرم چوہدری عزیز احمد بنگالی صاحب اور اُن کی پوری ٹیم جنہوں نے لٹریچر کی فراہمی اور دیگر اہم امور میں مدد کی سب کے نام بموجب طوالت ہونگے۔ اللہ تعالیٰ سب معاونین کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

اللہ کے فضل سے نمائش لگانے کے دوران ہی لوگوں نے اس کے قدآدم پوسٹرز پڑھنا شروع کردئے تھے۔ اس نمائش میں مندرجہ ذیل مضامین کے 16 بڑے بڑے پوسٹر لگائے گئے ۔ مثلاً اللہ، قرآن کریم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، مقدس شہر، اسلام، ارکان اسلام، اسلام میں عورت کا مقام، جہاد، اسلامک سائنس، اسلام کی امن پسند تعلیمات، تعارف حضرت مسیح موعود علیہ السلام، تعارف خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اسلام کی دنیا، ڈاکٹر عبدالسلام، مذہبی آزادی اور اسلام میں عورت کا مقام وغیرہ۔ ان کے علاوہ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے چھوٹے بینرز بھی لگائے گئے۔

اسی طرح ملٹی میڈیا کا بھی انتظام کیا گیا ایک 4 دیواروں والا کیبن بنایا گیا جس کے چاروں اطراف ٹیلی ویژن لگے ہوئے تھے اور ان ٹیلی ویژنز پر جماعت احمدیہ کا تعارف اور حضورِانور کے دورہ جات اور مساجد کے افتتاح اور سنگ بنیاد کی ویڈیوز نشر ہوتی رہیں۔ اسی طرح حضورِانور کے مختلف ممالک کے دوروں اور یورپین پارلیمنٹ سے خطاب قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ایک خوبصورت سفید رنگ کی ٹچ سکرین بھی لگائی گئی جس میں ارکان ایمان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصاویر اور آپ علیہ السلام کا مختصر تعارف درج تھا۔ اسی طرح خلفائے احمدیت کا مع تصاویر تعارف تھا۔ نیز جرمنی میں احمدیہ مساجد کی تصاویر اور اُن کا مختصر تعارف کہ کس سن میں اس مسجد کی تعمیر ہوئی گویا کہ ابتدائی معلومات کا خزانہ کوزے میں بند کیا ہوا تھا جسے لوگوں نے بہت پسند کیا۔ بے شمار لوگوں نے نمائش کی تصاویر لیں اور خوشی کا اظہار کیا کہ اسلام کی یہ تصویر تو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اسی طرح بعض شریف النفس مسلمانوں کی خوشی دیدنی تھی کہ اسلام کی تبلیغ اس انداز میں کی جارہی ہے۔ ہر وقت ایک جم غفیر

نمائش میں موجود رہتا۔محترم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ ہمہ وقت نمائش گاہ میں موجود رہے اور نوجوانوں کی رہنمائی کرتے رہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔آمین

(اس نمائش کی تصاویر آپ مندرجہ ذیل لنک کے ذریعہ سے دیکھ سکتے ہیں)

http://www.ahmadiyya.de/bildergalerie/art/die-islamausstellung-am-frankfurter-hauptbahnhof/

مختصراً یہ کہ اس ریلوے اسٹیشن پر روزانہ تقریباً 4 لاکھ مسافروں کا آنا جانا ہوتا ہے۔اللہ کے فضل سے احباب جماعت نے یہاں 48 گھنٹے مسلسل ڈیوٹیاں دیں اور جرمن، ترکی، عربی، فارسی، البانین، پشتو اور اردو کے علاوہ دیگر کئی زبانوں میں لوگوں کے سوالات کے جواب دیئے گئے۔اس نمائش کی خبر (جدید الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ) پورے جرمنی کے احمدیوں تک پہنچی اور تبلیغ کا شوق اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے اپنے آپ کو روک نہ پائے اور اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے از خود اس نمائش میں مدد اور ڈیوٹی دینے کے لئے دیوانہ وار آتے رہے۔گو کہ یہ چھٹی والے دن نہیں تھے پھر بھی اللہ کے فضل سے اس نمائش کو انتہائی منظم طریق پر لگانے کی توفیق ملی۔اس نمائش کو اللہ کے فضل سے 40 ہزار سے زائد لوگوں نے وزٹ کیا اور اس کے نتیجہ میں جرمن زبان میں کل 30 موضوعات پر 28019 عدد لٹریچر حاصل کیا۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل کتاب کو لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف خطابات پر مشتمل کتاب عالمی بحران اور امن کا راستہ بھی لوگوں نے حاصل کیں۔اس کے علاوہ 12 موضوعات پر عربی، ترکی، انگلش، البانین اور فارسی میں لٹریچر وزیٹرز کو دینے کی توفیق ملی۔اللہ کے فضل سے مجموعی طور پر 48 گھنٹوں میں کل 31135 عدد لٹریچر تقسیم ہوا۔

لٹریچر کے علاوہ ہمارے پروگراموں میں شامل ہونے والے مہمانوں کے لئے جماعت جرمنی کی طرف سے بعض تحائف بھی تیار کئے گئے تھے جن پر جماعت احمدیہ کا موٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''، ہاٹ لائن فون نمبر اور جرمنی جماعت کی ویب سائٹ پرنٹ تھا دیئے گئے جن کی مجموعی تعداد 15075 بنتی ہے جن میں نوٹ پیڈ، مختصر اسلامی تعلیمات پر مشتمل پوسٹ کارڈز، وزیٹنگ کارڈز، غبارے اور اس کے علاوہ لٹریچر ڈالنے کے لئے خوبصورت اور دیدہ زیب شاپنگ بیگ بھی لوگوں کو دیئے گئے۔

بے شمار لوگوں نے اپنے ایڈریس دیئے اور مختلف زبانوں میں تراجم شدہ قرآن کریم مانگے۔بعدازاں ان احباب کو دیئے گئے ایڈریسز پر اُن کی متعلقہ ڈیمانڈ بذریعہ پوسٹ بھجوادی گئی۔

تأثرات

اس موقع پر MTA جرمن سٹوڈیو کی ٹیم نے نمائش دیکھنے والے بے شمار لوگوں کے انٹرویو اور تاثرات فلم بند کئے۔

❁......ایک ضعیف العمر جرمن خاتون اپنی خمیدہ کمر اور کمزور نظر کے ساتھ بینرز کے ساتھ آنکھیں لگائے اُس پر لکھی تحریر پڑھ رہی تھی خاکسار نے جب یہ منظر دیکھا تو مجھے افسوس ہوا کہ بیچاری پڑھ نہیں پارہی تو میں نے ایک نوجوان کو کہا ان سے کہو کہ میں آپ کے لئے اس تحریر کو پڑھ دیتا ہوں تو اس پر اُس نے کہا میں سُن بھی تو نہیں سکتی اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کو خود ہی پڑھ لوں گی اور شکریہ ادا کیا۔

❁......مکرم طلحہ طاہر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک جرمن سرکاری ملازم نے انہیں بتایا کہ مجھے یہاں آج اسلام کی نمائش دیکھ کر دوہری خوشی ہوئی ہے۔مَیں گورنمنٹ کی ملازم ہوں اور ملک شام سے آنے والے پناہ گزینوں کی مدد اور ترجمہ کے لئے مجھے کافی پریشانی کا سامنا تھا اور میں سوچ رہی تھی کہ کیا کروں۔اسی اثناء میں میری Frankfurt میں ایک میٹنگ تھی اور میں عموماً اپنی گاڑی پر آتی ہوں لیکن آج میں نے پتا نہیں کیوں ٹرین پر آنے کا فیصلہ کیا اور یہاں آکر احساس ہوا کہ اللہ نے میرے ملاقات آپ سے کروانی تھی اس لئے میں اس راستہ سے آئی۔بعدازاں اس خاتون کو جماعت کا رابطہ نمبر دے دیا گیا اور کہا کہ انشاء اللہ جماعت احمدیہ دکھی انسانیت کی خدمت اور مدد کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

❁......ایک ترک خاتون نے MTA کی ٹیم کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مجھے اسلام نمائش دیکھ کر بہت زیادہ خوشی ہے کیونکہ ہم ہر وقت اسلام کے خلاف ہی سنتے ہیں اور اسلام کے لئے کچھ کر نہیں پاتے۔آج اس نمائش کو دیکھ کر میرا سر فخر سے اونچا ہے کہ اسلام کی ایک جماعت عیسائی ممالک میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلا رہی ہے۔

❁......ایک جرمن عورت نمائش کو دیکھنے آئیں اور کہا جب میں صبح کام پر جا رہی تھی تو میں نے یہاں نمائش کو دیکھا لیکن وقت نہیں تھا اور میں نے فیصلہ کیا کہ واپسی پر اس نمائش کو ضرور دیکھوں گی۔نیز اُس نے بتایا کہ جب میں 17 سال کی تھی تو ایک احمدی صغیر احمد صاحب کی دعوت پر میں 1989ء میں آپ کی مسجد نور میں ایک پروگرام میں شریک ہوئی تھی۔بعدازاں میرا رابطہ اس جماعت سے نہ ہو پایا۔اُس کو یاد نہیں آرہا تھا کہ وہ کون سا پروگرام تھا۔جب اُسے نمائش میں لگی ٹائم لائن پر 1989ء میں ہونے والے پروگراموں کی تصاویر دکھائیں اور بتایا کہ اُس سال جماعت احمدیہ کی صد سالہ تقریبات منعقد ہوئی تھیں۔مسجد نور کی تصویر دیکھتے ہی اُس نے کہا میں اس مسجد میں گئی تھی۔خوش قسمتی سے صغیر صاحب بھی اُس وقت نمائش میں ڈیوٹی دے رہے تھے جب اُس کی اُن سے ملاقات کرائی گئی تو وہ بہت خوش ہوئی اور کہا میں جب صبح جا رہی تھی تو مجھے احساس ہو رہا تھا کہ یہ احمدیہ جماعت کے لوگ ہی ہوں گے جو اتنی خندہ پیشانی سے پیش آرہے ہیں۔

❁......ایک جرمن آیا اور کہنے لگا کہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ آپ لوگوں کی سنتا کون ہے؟ معاً اُس وقت اُس جرمن کے پیچھے لگی ہوئی ٹائم لائن پر حضور انور کا امریکن پارلیمنٹ کا خطاب لگا ہوا تھا۔ہمارے دوست نے کہا یہ دیکھو یہ لوگ سنتے ہیں۔جب اُس نے خطاب کا منظر دیکھا تو چپ ہوگیا جس پر اُسے بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے جرمنی کے لوگ بھی ہماری باتوں کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ اُن کو اہمیت بھی دیتے ہیں۔

❁......ایک جرمن آیا اور کہا میں بہت حیران ہوں اور خوش ہوں کہ اسلام کے پیغام کے لئے اس قسم کی نمائش بھی ہے۔

❁......ایک مہمان نے کہا کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں جو امن کی تعلیم کو پھیلا رہے ہیں۔

❁......ایک مصری عیسائی تشریف لائے انہوں نے کہا کہ مصر میں مسلمانوں نے میرے ایک عزیز کو مار ڈالا ہے جبکہ اسلام میں کوئی جبر نہیں۔میرا دل کہتا تھا کہ اچھے مسلمان بھی ہوں گے اور وہ اچھے مسلمان آج یہاں مجھے مل گئے ہیں۔

❁......مکرم مبین جاوید صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس کمپنی کے ذریعہ اس نمائش کی اجازت حاصل کی گئی تھی اُس کمپنی کے ملازم نے کہا کہ ہم نے اس جگہ پر بے شمار نمائشیں لگوائی ہیں لیکن آج تک اُن کے ہاں کام کرنے والوں کے چہروں پر ایسی رونق اور بشاشت میں نے نہیں دیکھی۔ہر بندہ خندہ پیشانی سے لوگوں کے سوالات کے جواب دے رہا تھا۔میں نے خود سنا ہے کہ کئی لوگ نہایت ترش روئی سے بات کرتے تھے اور اسلام پر بیہودہ اعتراضات کر رہے تھے لیکن ہر جواب دینے والا تحمل اور شائستگی سے جواب دے رہا تھا۔ہر کوئی دوڑ دوڑ کے کام کر رہا تھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا ان کا ذاتی کام ہے۔اسی طرح اس کی کمپنی کے دیگر ملازمین نے اسے مبارکباد دی اور اُسے کہا کہ تمہیں یہ گاہک بہت اچھا مل گیا ہے۔

❁......بعض پاکستانی غیر احمدی بڑے حیران ہو رہے تھے کہ آپ کو یہاں جگہ کیسے مل گئی۔

❁......ایک جرمن نے کہا کہ اسلام کی اتنی بڑی اور

خوبصورت نمائش بھی لگ سکتی ہے ہم نے کبھی سوچا نہ تھا۔

❁......ایک جرمن خاتون نے ذکر کیا کہ ہم خوش ہیں کہ آپ نے یہاں نمائش لگائی اور یہ نمائش وقت کا تقاضا تھی۔

❁......ایک پاکستانی نمائش دیکھتے ہوئے فون پر پاکستان اپنے کسی عزیز سے باتیں کررہا تھا اور اُسے بتا رہا تھا کہ بہت اچھی اور خوبصورت اسلام کی نمائش لگی ہوئی ہے۔ بہت زیادہ لوگ اسے دیکھ رہے ہیں اور انہیں اسلام کی تعلیمات بتائی جارہی ہیں۔ نیز کتابیں تقسیم کررہے ہیں۔ بعدازاں اُس سے بات ہوئی تو اُس نے کہا کہ آپ کافروں کے ملک میں اسلام کی تعلیم کو عام کررہے ہیں جس سے ہمارے سر فخر سے بلند ہوئے ہیں۔ باتوں باتوں میں جب اُس کے علم میں آیا کہ ہم احمدی مسلمان ہیں تو پھر خاموشی سے نکل گیا۔

❁......ایک جرمن نے کہا کہ اس وقت نمائش کا لگانا بہت ضروری تھا کیونکہ میڈیا اسلام کے متعلق غلط معلومات دے رہا ہے اور اسلام پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں آپ کا یہاں نمائش لگانا اور لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم بتانا بہت فائدہ مند ہے۔ آپ اسلام کی صحیح تصویر دکھا رہے ہیں اللہ کامیاب کرے۔

❁......ایک افغانی نے کہا کہ ہم لوگ آپ کو تو مسلمان نہیں سمجھتے لیکن حقیقت میں آپ ہی صحیح مسلمان ہیں جو پوری دنیا میں اسلام کی حقیقی تعلیم پہنچا رہے ہیں۔

❁......اکثر لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسلام کے بارہ میں بہت منفی باتیں سن رکھی تھیں لیکن آج آپ سے ملاقات کے بعد احساس ہوا کہ سب غلط پراپیگنڈا تھا۔ اسلام کی اصل تعلیم تو بہت خوبصورت اور امن وامان سے بھری ہوئی بھائی چارے کا درس دیتی ہے۔

❁......ایک جرمن عورت سے بات ہوئی تو اُس نے کہا آپ کون سے اسلام کی باتیں کرتے ہیں جو لوگوں کو بلادریغ قتل کرتے ہیں اور پوری دنیا میں فساد برپا کیا ہوا ہے۔ جب اُسے تفصیل سے اسلام کی تعلیمات کا بتایا گیا تو اس کی کیفیت بدل گئی اور کہنے لگی کیا عیسائیوں اور یہودیوں نے بھی بہت ظلم کئے ہیں اور لوگوں کو بلاتفریق قتل کیا۔ جاتے ہوئے کہنے لگی کہ واقعی اسلام کی تعلیم بہت اچھی ہے لیکن بعض لوگ اسے بدنام کررہے ہیں۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ جرمنی کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تمام ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ترقیات نصیب فرمائے۔ اور سعید روحوں کو غلامان مسیح موعود میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ: انصاراللہ کا قیام۔ از صفحہ نمبر 13

از صفحہ نمبر 13

اس مقصد کیلئے عمومی صفائی کی تحریک کے ساتھ ساتھ سیر، تفریح، پکنک، چیریٹی واکس، میراتھن اور مختلف سطح پر ورزشی مقابلہ جات منعقد کئے جاتے ہیں۔

الغرض وہ روحانی مائدہ جو آسمان سے اترتا ہے اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ سارے جہان میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس کی تقسیمِ کار میں انصاراللہ خلافت کی سلطانِ نصیر ہے اور ہر آسمانی آواز پر، خدا کی تحریک پر لبّیک کہنے والوں میں صفِ اوّل میں شامل ہے۔ اس کے کارکنان پوری دلجمعی اور تن من دھن کی قربانی سے خلافت کا پیغام ہر فرد تک پہنچانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

ہر ہاتھ ہے تھامے ہوئے دامانِ خلافت
اپنے تو رگ و پے میں اطاعت ہی اطاعت
کافی ہے ہمیں چشمِ خلیفہ کا اشارہ
رہبر بھی وہی ہے وہی دلدار ہمارا
ہر حال میں دربارِ خلافت کے وفادار
ہم خدمتِ دین کے لئے ہر آن ہیں تیار

حضرت مصلح موعودؓ کی قائم کردہ مجلس انصار اللہ کی اجتماعی کارکردگی اور تنظیمی پروگرام یقیناً بے مثال ہیں۔ مگر انفرادی طور پر اس مجلس کے اراکین نے جو نیک نمونے اور دلکش اخلاق دکھائے وہ بھی ناقابلِ فراموش اور خلافتِ احمدیہ کی قوتِ قدسیہ کی روشن دلیل ہیں۔ آیئے ذرا اس کی بھی چند جھلکیاں دیکھتے چلیں۔

یہاں برطانیہ میں ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کے لئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر مَیں نے کبھی نمازِ تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

مکرم غلام محمد لون صاحب کاٹھ پوری کشمیر کے رہنے والے تھے۔ 1954ء سے 1994ء میں اپنی وفات تک جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی توفیق پائی۔ آپ کا جوان بیٹا محمد اقبال دسمبر 1988ء میں کار کے حادثہ میں وفات پا گیا۔ اُس وقت بھی آپ یہ کہتے ہوئے جلسے پر جانے کی تیاری میں لگ گئے کہ میرا بیٹا ہمیں چھوڑ کر چلا گیا، مَیں جلسہ سالانہ کی برکات کیوں چھوڑ دوں؟

ڈاکٹر عبدالقدوس جدران صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عبدالقدیر جدران صاحب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا گیا تو اُنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھا کہ میرا بھائی اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہے مگر مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کے نتیجہ میں ڈرے نہیں، کمزور نہیں پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں شہادت کا جذبہ پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا ہے، اِنہوں نے میرا ایک بھائی شہید کیا ہے مگر میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میری ساری اولاد بھی اس راہ میں شہید ہوتی چلی جائے تو مجھے اس کا دُکھ نہیں ہوگا۔ خدا نے اُن کی یہ آرزو سُن لی اور اُنہیں بھی جلد ہی شہادت کا رُتبہ عطا فرمایا اور یہ خط حضور کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے ہی وہ شہید ہو چکے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے؟ کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کے لئے؟ اور قربانیاں ہیں کیا؟ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ، توپ، گولہ نہیں ہے، کسی گولے کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے، کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے، تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے۔ صحابہ کرام، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تھے اُن کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے۔ ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اِکّا دُکّا لے لیتا ہے۔ نمونے قائم رکھنے کے لئے اس طرح کرتا ہے۔ لیکن قربانی جو اِس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں، اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں، اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔

پس انصاراللہ کا فرض بنتا ہے اور مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں، اپنے لئے، اپنی اولادوں کے لئے، اپنے معاشرہ کے لئے، دکھی انسانیت کے لئے، غلبۂ اسلام کے لئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں۔ آخرت کی فکر اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ جب آخرت کی فکر زیادہ ہوگی تو معاشرہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ زیادہ ہوگی۔ قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس بارہ میں انصاراللہ نے پروگرام بھی بنالیا ہے اور میرا خطبہ بھی سن لیا ہے۔ قربانی کرتے ہوئے ہر ایک کا حق ادا کریں، اُس کا حق اُس کو دینے کی کوشش کریں۔ ......دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی برائیوں کو دیکھیں تو پھر اصلاح بھی ہوگی اور اصلاح کی طرف توجہ بھی پیدا ہوگی۔ پھر مالی قربانیوں کی طرف توجہ کریں، اپنے عہدوں کو پورا کریں۔

آپ نے عہد کیا ہے کہ احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کے لئے قربانی کرتا رہوں گا، یہ جو بھی عہد دہرایا ہے۔ پس اس بارہ میں سوچیں، غور کریں کہ کہاں تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہاں تک اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کیا ہے“۔

(سبیل الرشاد۔ جلد چہارم صفحہ 52-53)

ذرا غور فرمایئے۔ یہ عہد صرف اپنی ذات کی حد تک نہیں بلکہ اس بات کا اقرار بھی اس میں شامل ہے کہ اپنی اولادوں کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ ایک بہت بڑی ذمّہ داری ہے جو ہم انصار پر عائد ہوتی ہے۔

ہم نے اپنا 75 سالہ دَور تو کامیابی سے گزار لیا لیکن فکر آئندہ آنے والے دَور کی ہونی چاہیے۔ اور اُس کی کامیابیاں تبھی ممکن ہیں جب خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے خود بھی اور اپنی اولادوں کو بھی اِس پر قائم رکھتے ہوئے ہم اُسی طرح اپنی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں جس طرح گزشتہ 75 سالہ دَور میں ہمارے آباؤاجداد نے اِن عہدوں کو نبھایا اور قربانیوں کے عظیم الشان نمونے پیش فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی کماحقّہٗ توفیق عطا فرمائے اور ملّت کے فدائی بانیٔ مجلس انصاراللہ حضرت مصلح موعودؓ کے اس عظیم احسان کو یاد رکھتے ہوئے اُن کے لئے رحمتِ خداوندی کی دعا کرتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کے دل سے یہ صدا بلند ہو کہ

لگے قدغن، کٹے گردن، کہ زندانوں میں گزرے عمر
رُکیں گے ہم، نہ ہاریں گے کہ ہم انصار ہیں تیرے
مِرے مُرشد، مِرے دلبر تُو جاں مانگے وفا مانگے
حواری ہم پکاریں گے کہ ہم انصار ہیں تیرے
(انشاءاللہ العزیز)

....

(ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نے یہ تقریر سالانہ اجتماع انصاراللہ یوکے 2015ء کے موقع پر کی۔)

بقیہ نماز جنازہ حاضر وغائب از صفحہ نمبر 8

از صفحہ نمبر 8

(5) مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب (آف کینیڈا)

14 نومبر 2015ء کو مختصر علالت کے بعد 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ایک پُر جوش داعی الی اللہ تھے۔ تبلیغ کی پاداش میں آپ کو دومرتبہ اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت ملی۔ کینیڈا شفٹ ہونے کے بعد بھی آپ نے تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ آپ تبلیغ کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ جب بھی باہر نکلتے تو کچھ جماعتی لٹریچر ضرور اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ٹورانٹو کی تمام اردو اخبارات کے ایڈیٹروں کے ساتھ اچھا رابطہ تھا اور آپ کے مضامین بھی ان اخبارات میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ آپ نے قرآن کریم کا گُرمکھی ترجمہ ایک بڑی تعداد میں اپنے ملنے والے سکھ احباب کو دیا۔ ہر سال کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب کو جلسہ سالانہ پر بھی لے کر آتے تھے۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(6) مکرم منصور احمد پال صاحب (ابن مکرم محمد دین پال صاحب آف رانچی۔ انڈیا حال مقیم ورجینیا۔ امریکہ)

2 نومبر 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1967ء میں ملازمت کی غرض سے سعودی عرب چلے گئے جہاں 1980ء میں جماعت Al-Khobar کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ 1989ء میں آپ اپنی فیملی کے ہمراہ امریکہ شفٹ ہوگئے جہاں اپنی لوکل جماعت میں آپ کو سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری وصایا کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ خاموش طبع، عاجز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ MTA کے ارتھ سٹیشن پر خدمت بجالانے کے ساتھ اکثر احمدی گھروں میں خود جاکر ایم ٹی اے کی ڈش لگاتے رہے۔ قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

❁...... مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 30/نومبر 2015ء بروز سوموار نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر **مکرم رشیدالحق خان صاحب (آف لندن) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 27/نومبر 2015 کو بعارضہ کینسر 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حاجی فیض الحق خان صاحب کے بیٹے تھے۔ 1972ء میں کوئٹہ (پاکستان) سے یوکے آئے۔ صوم وصلوۃ کے پابند، خلافت سے عقیدت اور پیار کا تعلق رکھنے والے، نیک اور مخلص انسان تھے۔ جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہمیشہ مسجد میں سب سے پہلے پہنچنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آپ کو دومرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب (ریجنل امیر لندن) کے کزن تھے۔

اس کے ساتھ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد المجید صاحب مرحوم۔ کارکن نصرت آرٹ پریس۔ گولبازار۔ ربوہ) کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

مرحومہ 30/اکتوبر 2015ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، مخلص، باوفا اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

مجلس انصاراللہ کا قیام۔حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم احسان

(ڈاکٹر محمد احمد اشرف۔قائد تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

تُو میرِ کارواں ہی نہیں ، کارواں تھا تُو
ہر مقصدِ حیات کا زندہ نشاں تھا تُو
ہر لمحہ تیری زیست کا تعبیرِ زندگی
اپنے ہر ایک کام میں یُوں کامراں تھا تُو

ہم جانتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ولادت باسعادت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے نتیجے میں ہوئی جس میں خود اللہ تعالیٰ نے آپ کی باون صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ دراصل پیشگوئی مصلح موعود میں کسی انفرادی عظمت کے حامِل شخص کی پیدائش کا ذکر نہیں بلکہ اس میں ایک ایسے مذہبی رہنما کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی جسے ایک مذہبی اور رُوحانی تحریک کا رُوحِ رواں بننا تھا اور جس کی تمام قوتیں اور فطری استعدادیں اُس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے وقف ہو جانی تھیں اور جس نے اپنی ہم عصر دنیا میں ہی نہیں بلکہ بعد کی دنیا میں بھی ایک بلند اور درخشندہ نام اور وسعت پذیر کام اپنے پیچھے چھوڑنا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک مشعلِ راہ کا کام دیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے خداداد علم اور فہم وفراست سے بخوبی جانتے تھے کہ الٰہی کام کس طرح مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں، نیکیوں کا تسلسل نسلاً بعد نسلٍ کس طرح قائم رکھا جاسکتا ہے اور غلبۂ اسلام کی مہم میں کس طرح تیزی پیدا کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ آپؓ نے پہلے مرکزی نظام کو مستحکم بنیادوں پر اُستوار کیا۔ پھر جماعتی عمارت کی چار دیواری بناتے ہوئے جماعت میں تربیت کی غرض سے نیکی، تقویٰ اور ایثار وقربانی کی رُوح قائم کرنے کے لئے ذیلی تنظیموں کے قیام کی طرف توجہ فرمائی۔ پہلے لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا۔ پھر نوجوانوں اور بچوں کی اصلاح کے لئے خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم ہوئیں اور سب سے آخر میں 1940 میں مجلس انصاراللہ کی تنظیم قائم فرمائی جو آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ اور ہم سب پر بلاشبہ احسانِ عظیم ہے۔ اس طرح حضور نے جماعت کی چار دیواری مکمل فرمادی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 26/جولائی 1940ء کو مجلس کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ’’چالیس سال سے اوپر عمر والے جس قدر آدمی ہیں وہ انصاراللہ کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائیں اور قادیان کے وہ تمام لوگ جو چالیس سال سے اُوپر ہیں، اِس میں شریک ہوں۔ اِن کے لئے یہ بھی لازمی ہوگا کہ وہ روزانہ آدھا گھنٹہ خدمت دین کے لئے وقف کریں ، اگر مناسب سمجھا گیا تو بعض لوگوں سے روزانہ آدھ گھنٹہ لینے کی بجائے مہینہ میں تین دن یا کم وبیش اکٹھے بھی لئے جاسکتے ہیں۔ مگر بہر حال تمام بچوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کا بغیر استثناء کے قادیان میں منظّم ہوجانا لازمی ہے۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کے مطابق انصاراللہ کی تنظیم خاص طور پر ان اغراض کے لیے قائم کی گئی کہ وہ:

1: جماعت میں نیکی وتقویٰ پیدا کرے، دینی عقائد کو ذہن نشین کرائے ، اعمالِ خیر کی ترویج میں کوشاں ہوکر اچھی تربیت کے سامان پیدا کرے۔...... 2: نمازوں کے قیام کی طرف خصوصی توجہ کرے۔...... 3: قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے کا اہتمام کرے اور احکامِ شریعت کی حکمتیں لوگوں پر واضح کرے۔...... 4: اجتماعی اور انفرادی دعوت الی اللہ بالخصوص رشتہ داروں کو دعوت الی اللہ کرنے کی طرف متوجہ ہو۔...... 5: خدمت خلق کے کاموں میں حصّہ لے۔...... 6: قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دُور کر کے اسے ترقی کے میدان میں آگے بڑھائے۔...... 7: جماعت میں بیداری پیدا کرنے اور اسے قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اس غرض کیلئے دوسری تنظیموں سے تعاون کرے تاکہ جماعتی اتحاد میں کوئی رَخنہ واقع نہ ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ:

’’اگر کوئی شخص ایسا ہے جو چالیس سال سے اوپر کی عمر رکھتا ہے مگر وہ انصاراللہ کی مجلس میں شامل نہیں ہوا تو اس نے بھی ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔‘‘

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ نمبر 26)

چنانچہ اس تنظیم میں چالیس سال سے زائد عمر کے ہر مبائع احمدی مرد کا شامل ہونا لازمی ہے۔

انسانی زندگی میں چالیس سال کے بعد کا عرصہ بالعموم اگلے جہان کی فکر اور اس کے لئے زادِ راہ جمع کرنے کا وقت شمار ہوتا ہے اور یہ زمانہ بجا طور پر پختگی عمر اور نئے رُوحانی سفر کے آغاز کا دَور بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے۔ اگر وہ کہیں ملازم ہو تو اپنی ملازمت میں ترقی کر لیتا ہے اور وہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ اپنے سرمایہ سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔ یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ جسے دیکھ کر اولادوں پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تاہم عمر کے اس حصہ میں طبعی طور پر انسان کی عملی قوتوں میں کمزوری واقع ہونے لگتی ہے جس کا اثر دینی جوش اور اعمال پر بھی پڑتا ہے اور بسا اوقات انسان خود کو بیکار اور عضوِ معطل خیال کرسکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ چونکہ انسانی فطرت پر گہری نظر رکھتے تھے اس لئے آپ نے اس عمر کے افراد کو ایک تنظیم میں پرونے کا انتظام فرمایا تاکہ تنظیم میں شمولیت اراکینِ مجلس کو اس امر کا احساس دلاتی رہے کہ وہ اس عمر میں بھی کام کرنے کے اہل ہیں اور جوانوں کے جوان ہیں۔ اور عمر میں بڑا ہونے کی بِنا پر اُن کی ذمہ داریوں میں دراصل اب کئی گنا اضافہ ہوچکا ہے۔ اور یوں اِن افراد کو اپنی علمی، ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کے اظہار اور نشو ونما کے لئے حضور نے ایک نیا میدان مہیا فرما دیا۔ جس میں ایک طرف اپنی عمر کے افراد کو نیک کاموں میں شریک دیکھ کر مسابقت کی رُوح اُجاگر ہو اور کام کرنے کے لئے ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو وہاں ایک دوسرے کی نگرانی بھی بہتر طور پر ہم عمر افراد کرسکیں اور علمی ، اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے تنظیمی سطح پر باقاعدہ رہنمائی بھی میسر آتی رہے اور ان کی اولادیں بھی انہیں دیکھتے ہوئے نیکیوں کے میدان میں آگے سے آگے بڑھیں۔

اِن سب امور کے ساتھ ساتھ انصار کی تنظیم کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ انصاراللہ کی ذیلی تنظیم میں کام کرنے کی وجہ سے انصار کو جو ٹریننگ حاصل ہوتی ہے اُس کے نتیجے میں وہ ضرورت پیش آنے پر جماعتی سطح پر بھی گراں قدر خدمات کی توفیق پاتے ہیں۔

ہم بیج ہیں بویا ہوا اِک فضلِ عمر کا
ہر سمت گھنا سایہ ہے اِس پاک شجر کا
ہر شاخ ہے اِس پیڑ کی سرسبز وثمر بار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیار
انصار ہیں انصار ہیں اللہ کے انصار

جماعت احمدیہ کا حقیقی مرکز خلافت ہے۔ یہ جماعت کا دل اور دماغ ہے اور جماعت احمدیہ کی تمام ذیلی تنظیمیں خلیفۂ وقت کے دست وبازو ہیں۔ آنکھیں اور کان ہیں۔ اُس کی روحانی فوج کے سپاہی اور سلطانِ نصیر ہیں۔ اِن کا کام خلیفۂ وقت کی آسمانی آواز کو سننا، پوری رُوح کے ساتھ عمل کرنا اور پوری شدت کے ساتھ اپنے ممبران سے اس کی تعمیل کرانا ہے۔ اِن تنظیموں کا ایجنڈا ایک اور صرف ایک ہے۔ اطاعت، اطاعت اور اطاعت۔ اور اِن کی حیثیت محض چٹھی رسانوں اور قاصدوں کی نہیں بلکہ اُن رگوں کی سی ہے جنہوں نے انسانی جسم کے پور پور اور بال بال تک اپنا جال بچھایا ہوتا ہے۔

اِنہی رگوں اور ذیلی تنظیموں سے جماعت احمدیہ کو حیاتِ نَو ملتی ہے۔ ان میں سے سب سے بڑی اور اہم تنظیم انصاراللہ ہے جو عمر اور تجربہ کی وجہ سے دیگر افرادِ جماعت کی بھی نگران ہے۔ 1940ء میں اس کے قیام کے بعد سے تمام خلفائے احمدیت کے وجود نے اِس تنظیم کو برکت بخشی ہے اور اِسے یہ اعزاز بھی ملا کہ 3 خلفاء خلافت سے پہلے یا دوران اِس کے صدر بھی رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تمام تنظیموں کے عہد میں خلافت سے وفاداری ، اِس کی اطاعت اور اِس کو قائم رکھنے کی کوششوں کو شامل فرمایا ہے اور ہر تنظیم ایک دوسرے سے بڑھ کر اُسے پورا کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ لیکن بالعموم گھر کے سربراہ ہونے کی وجہ سے انصاراللہ کی ذمہ داریاں دیگر تنظیموں سے بڑھ کر ہیں۔ اسی لئے ان کے عہد میں اپنی اولاد کو خلافت سے وابستہ رکھنے کا عہد بھی شامل ہے۔

دیکھنے والی آنکھ یہ گواہی دے رہی ہے کہ یہ مجلس بڑے نامساعد حالات میں خلافتِ احمدیہ سے وفاداری اور اِس کی اطاعت کے نتیجے میں قدم بقدم ترقی کرتی رہی اور 75 سال پورے کرتے ہوئے آج ایک تناور درخت بن چکی ہے جس پر حُبِ رسولؐ، اتباعِ محمدیؐ اور عشقِ مسیحِ موعود کے پھول مہکتے ہیں۔ جسے خلافتِ احمدیہ کی بارش نشو ونما دیتی ہے، جس پر رضائے الٰہی اور انجام بخیر کے پھل لگتے ہیں اور یہ سب بانئ تنظیم حضرت مصلح موعودؓ کے اِس عظیم احسان کی وجہ سے ہے۔ اس پر شمال جنوب اور مشرق و مغرب کی گواہی درج ہے۔ اس پر ہر کالے، گورے، سرخ اور گندمی رنگ ونسل نے اپنے کردار سے مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ بے شک ہماری منزل ابھی بہت دُور ہے بلکہ حقیقت میں کوئی آخری منزل ہے ہی نہیں۔ ابھی بہت کمزوریاں ہیں، اور بہت کچھ کرنا اور پانا باقی ہے۔ مگر مسیح موعودؑ کے جامِ محبت کو خلافت کی مَے نے دوآتشہ کر کے انصار کو وہ مستی عطا کی ہے کہ وہ اپنا تن من دھن اس راہ میں قربان کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے انصار کی تنظیم کو اَبدی زندگی کی نوید اس طرح سنائی کہ:

’’یاد رکھو تمہارا نام انصاراللہ ہے۔ یعنی اللہ کے مدد گار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے‘‘۔ (الفضل 31/جولائی 1945ء)

انصاراللہ نے اس نصیحت کو اپنے پلّے خوب باندھا اور خلافت کے قیام واستحکام کے لئے ہر ذریعہ اور ہر حربہ اختیار کیا۔

آیئے اس کی کچھ جھلکیاں دیکھنے کی کوشش کریں۔

اطاعتِ خلافت کا سب سے پہلا مرحلہ تو خلیفۂ وقت کی آواز سننا اور اُسے اپنے تمام ممبران تک پہنچانا ہے۔ خلافت کا سب سے پُر زور اور جامع پیغام کا ذریعہ خطبہ جمعہ ہے۔ اس لئے مجلس انصاراللہ کوشش کرتی ہے کہ اِس کے تمام ممبران امام وقت کے خطبات سے وابستہ ہو جائیں۔ شروع میں تو الفضل میں شائع شدہ خطبات سے مدد لی جاتی تھی ، سرکلر تیار کئے جاتے تھے۔ 1960ء میں ماہنامہ انصاراللہ کا آغاز ہوا تو اس کا ماحصل بھی خلیفۂ وقت کے ارشادات کی ترسیل تھی۔ اسی طرح دنیا کے دیگر متعدد ممالک سے شائع ہونے والے انصاراللہ کے ترجمان رسائل کا بڑا مقصد بھی یہی ہے۔

اس ضمن میں انصاراللہ نے ایک ایسا تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے جو بالآخر ایم ٹی اے پر منتج ہوا۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جب صدر مجلس انصاراللہ تھے تو انہوں نے 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے خطبات جمعہ آڈیو ریکارڈ کر کے جماعتوں کو بھجوانے کا سلسلہ شروع فرمایا اور یہ جدید ایجادات سے کام لینے کی ایک بہت منظّم سکیم کا آغاز تھا۔ یہ نظام 1984ء تک ترقی کرتے کرتے اس مرحلہ تک پہنچ گیا کہ خلیفۂ وقت کے خطبات کا ترجمہ دوسری زبانوں میں بھی ہونے لگا۔ (تاریخ انصاراللہ جلد 2 صفحہ 160)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لنڈن ہجرت کے بعد 1984ء میں اس کیسٹ سسٹم نے جماعت کو بہت سہارا دیا اور نظام جماعت کے ساتھ ساتھ انصاراللہ نے بھی انصار ہونے کا حق ادا کیا۔ گھر گھر ہر خطبہ جمعہ اور ضروری خطابات اور مجالس سوال وجواب کی کیسٹس پہنچائی جاتی رہیں۔

خدا تعالیٰ نے 1994ء میں جب سے ایم ٹی اے کا نظام جاری فرمایا تب سے انصاراللہ اس کے لئے دل وجان سے کوشش کرتی رہتی ہے کہ اس کے تمام ممبرز سو فیصد براہ راست خطبہ سنیں یا پھر نشر مکرر میں سنیں۔ حضور کا ہر نیا پیغام تمام متعلقہ قیادتوں کی طرف سے تمام انصار کو بھجوایا جاتا ہے۔ اسی کو مجلس شوریٰ کا موضوع بنایا جاتا ہے۔ اسی کے گرد انصار اللہ کی تمام سرگرمیاں گھومتی ہیں اور پھر تمام نتائج اکٹھے کرکے ہر ماہ حضور انور کی خدمت میں معین رپورٹ بھی پیش کی جاتی ہے۔

خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر ہونے کے سلسلہ میں ایک اور کارنامہ بھی مجلس انصار اللہ کے سر ہے۔ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے 23ویں سالانہ اجتماع بمقام ربوہ کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے افتتاحی خطاب کا انگریزی ترجمہ سامعین تک پہنچانے کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ اور 18 مہمانوں نے استفادہ کیا۔ اسی سال جلسہ سالانہ پر 220 مرد وزن کے لئے انگریزی اور انڈونیشین ترجمہ کا انتظام بھی کیا گیا۔ (الفضل 5/نومبر 1980ء)

انصاراللہ کا یہ اجتماع چودھویں صدی ہجری کا آخری اجتماع اور یہ جلسہ سالانہ 15ویں صدی ہجری کا پہلا جلسہ

سالانہ تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی تقدیر نے انصار اللہ اور اس کے سربراہ سے وہ تاریخی کام کرایا کہ آج خلیفۂ وقت کی تقریر کا رواں ترجمہ اقوام متحدہ کے اجلاس میں کئے جانے والے تراجم سے بھی زیادہ زبانوں میں ہوتا ہے۔ آج وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ امام مہدی ایک جگہ خطاب کرے گا اور سب دنیا کے لوگ اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی زبانوں میں اس کی آواز سنیں گے۔ انصار اللہ کو یہ پیشگوئی پوری کرنے میں پہلی اینٹ لگانے کی بھی خدا نے توفیق دی۔

خطبات جمعہ اور جلسہ سالانہ کے بعد انصار اللہ کے لئے صحبت امام کا ایک بہت ایمان افروز موقع سالانہ اجتماع کا ہوتا ہے۔ آغاز میں تو یہ اجتماع مرکز سلسلہ قادیان اور پھر ربوہ میں ہوتا تھا جس کے رُوح رواں خلیفۂ وقت ہوتے تھے۔ اب یہ اجتماع کئی ملکوں میں الگ الگ منعقد ہوتا ہے جو امام وقت کی راہنمائی میں تشکیل پاتا ہے۔ اس کا مرکزی نکتہ خلیفۂ وقت کا خطاب یا ان کی ہدایات ہوتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یوکے اور حسبِ حالات بعض دوسرے ممالک کے اجتماعات کو رونق بخشتے ہیں۔ یہ اجتماعات تزکیۂ قلوب کے خاص مواقع فراہم کرتے ہیں۔

جب 1981ء میں حضورؒ کے ایک ارشاد کے مطابق پہلی بار انصار کو سائیکلوں پر اجتماع میں آنے کی باضابطہ تحریک کی گئی تو 25 مجالس کے 92 انصار سائیکلوں پر آئے۔ سب سے طویل فاصلہ تھرپارکر کے 12 انصار نے طے کیا۔ انہوں نے 800 میل کا سفر 6 روز میں طے کیا۔ ان میں سب سے زیادہ بزرگ ناصر کی عمر 66 سال تھی۔ (الفضل 4/نومبر 1981ء)

اگلے سال 1982ء کے اجتماع میں 196 سائیکل سوار انصار آئے اور معمّر ترین بزرگ شیخوپورہ سے آئے جن کی عمر 80 سال تھی۔ (تاریخ انصار اللہ جلد 3 صفحہ 46)

پھر خلفاء سلسلہ نے خصوصاً انصار اللہ کو مخاطب کر کے جو ہدایات دی ہیں یا خطابات کئے ہیں ''سبیل الرشاد'' کے نام سے اس کی 4 جلدوں کی اشاعت کی توفیق مجلس انصار اللہ کو حاصل ہو چکی ہے جس سے عہدیداران اور اراکینِ مجلس سبھی استفادہ کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1942ء میں مجلس کو اپنا دفتر تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ پہلے پہل محلّہ دارالانوار قادیان کے گیسٹ ہاؤس میں دفتر قائم ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد حضور نے 1956ء میں مرکزی دفتر ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ مالی تنگی کے اس زمانہ میں انصار نے بہت قربانی کی اور اپنے امام کے حکم کو پورا کر کے دکھایا۔ یہ دفاتر اب ملکی سطح کے علاوہ متعدد ممالک میں علاقائی، ضلعی اور مقامی مجالس میں بھی قائم ہیں۔

1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے انصار کو گیسٹ ہاؤس کی تحریک فرمائی۔ صدر مجلس نے اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے پوری رقم کے جمع ہونے کا انتظار کئے بغیر کام شروع کروا دیا۔ پھر روپیہ آتا چلا گیا اور دیکھتے دیکھتے ایک خوبصورت عمارت معرض وجود میں آگئی۔

(تاریخ انصار اللہ۔ جلد اول صفحہ 289)

اور یہی نہیں بلکہ اس کے بعد سرائے ناصر نمبر 2 اور پھر سرائے ناصر نمبر 3 بھی مجلس انصار اللہ کو تعمیر کروانے کی توفیق ملی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے: ''جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے''۔

قرآن کریم جماعت احمدیہ کی زندگی اور جان ہے۔ قرآنی تعلیم کی ترویج کے لئے مجلس انصار اللہ میں قیادت تعلیم القرآن کا قیام عمل میں آیا۔ قرآن فہمی کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت کو اپنی کتب پڑھنے کی بار بار تلقین فرمائی اور اس ضمن میں ایک امتحان کی تجویز بھی فرمائی۔ آغاز ہی سے تعلیم القرآن اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے مطالعہ کا کام انصار اللہ کے پروگرام کا بنیادی حصہ ہے۔ انصار کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ سکھانے، اس کے معارف سے آگاہ کرنے اور تلاوت کی تلقین کرنے کا عمل مسلسل جاری ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی آڈیوز تیار کرنے کی سعادت بھی مجلس کو حاصل ہوئی جس سے اراکینِ مجلس کے علاوہ دیگر افرادِ جماعت بھی مستفید ہوتے ہیں۔ مجلس انصار اللہ میں دینی تعلیم کا جائزہ لینے کے لئے امتحانات کا سلسلہ بھی مختلف مقامات پر مختلف طرز پر سارا سال جاری رہتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے آغاز میں ہی ہدایت دی تھی کہ انصار اپنے پروگراموں کے لئے روپیہ خود جمع کریں۔ (خطبہ جمعہ 22/اکتوبر 1943ء)۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انصار اللہ کا ایک مستحکم مالی نظام قائم ہے جو صرف انصار کے چندوں سے تشکیل پاتا ہے۔ مجلس انصار اللہ کا پہلا بجٹ صرف 1800 روپے تھا جو اَب ترقی کرتے کرتے صرف ایک ملک کا ہی کروڑوں میں داخل ہو چکا ہے۔

صد سالہ جوبلی کے شکرانہ کے طور پر مجلس انصار اللہ پاکستان نے تھرپارکر سندھ میں المہدی ہسپتال بنانے کی توفیق پائی۔ اسی طرح گزشتہ کچھ سالوں میں مجلس انصار اللہ برطانیہ کو افریقہ میں 10,000 سے زائد مستحقین کی آنکھوں کے مفت آپریشنز کروانے کی توفیق حاصل ہو چکی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1970ء میں نصرت جہاں سکیم جاری فرمائی اور جماعت کے ڈاکٹرز اور ٹیچرز کو افریقہ میں خدمت کے لئے آواز دی۔ اللہ کے فضل سے انصار نے والہانہ لبیک کہا۔ اپنی جوانیاں بھی گزار دیں اور بڑھاپا بھی تج دیا اور خلیفۃ المسیح کے مشن کو پورا کر کے دکھایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی انجینئرز کی تنظیم کو افریقہ کے دکھی لوگوں کی مدد کے لئے پکارا تو اِس تنظیم نے بھی خدمت کا خوب حق ادا کیا اور مسلسل قربانیاں پیش کرتے ہوئے اُن لوگوں کو سکھ پہنچانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ زلزلوں، طوفانوں، آسمانی آفات اور دیگر ہر ایسے موقع پر جب خلیفۃ المسیح اپنے خدام و انصار کو طلب فرمائیں، انصار اللہ ہمیشہ لبّیک کہنے کی سعادت پاتے ہیں۔ متعدد ممالک میں مجلس کے زیرِ انتظام چیریٹی واکس کا انعقاد کیا جاتا ہے اور اِن سے حاصل شدہ رقوم سے مختلف فلاحی تنظیموں کے ذریعہ ضرورتمندوں کی مدد کی جاتی ہے۔ چیریٹی واکس کے ذریعہ صرف برطانیہ میں 1999ء میں 2000 پاؤنڈ سے شروع ہونے والی آمد گزشتہ سال 2014ء میں 3,60,000 پاؤنڈز تک پہنچ چکی ہے۔

دعوت الی اللہ انصار اللہ کی ایک بہت اہم ذمہ داری ہے۔ چنانچہ اس کے لئے مرکزی طور پر لٹریچر اور لیف لیٹس کی تیاری اور ترسیل، مجالس سوال و جواب، دورہ جات، قرآن نمائشوں اور بُک سٹالز کا نظام قائم ہے۔

خلفائے سلسلہ کی ہدایات کی روشنی میں انصار اللہ کی صحت کے قیام کیلئے قیادت ذہانت وصحتِ جسمانی نیز قیادت صفِ دوم کے ذریعہ مسلسل جدوجہد کی جاتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ خطاب حضور انور۔ از صفحہ نمبر 20

ان ممالک کے وسائل سے فائدہ اٹھانا بھی ایک مقصد تھا۔ لیکن بعض بڑی طاقتوں یا مذہب مخالف قوتوں کی یہ بھول تھی جس کو اب وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ صرف مسلم ممالک کا مسئلہ نہیں رہا۔ شدّت پسندی اور دہشتگردی کا رجحان اسلامی دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ نکل کر مغربی اور ترقی یافتہ دنیا کے لئے بھی فکر انگیز اور خوفناک نتائج کا حامل ہونے والا ہے۔

مَیں گزشتہ چند سالوں سے ان کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ دنیا ایک فساد کی حالت میں ہے۔ آج ہم اس حالت کو صرف محدود علاقے میں ہی سمجھ رہے ہیں جو ہماری غلط فہمی ہے۔ میری باتوں پر اکثریت اخلاقاً ہاں میں ہاں تو ملاتی تھی لیکن بعد میں یہی کہتے تھے کہ دنیا کے لئے اور خاص طور پر ترقی یافتہ دنیا کے لئے ایسے بھیانک حالات نہیں ہونے والے جس طرح، جس حد تک یہ بیان کرتا ہے یا کیا جاتا ہے۔ لیکن آج انہی کے لیڈر اور دنیا کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ جو دنیا میں فساد کی حالت ہے اس سے اب ترقی یافتہ دنیا بھی محفوظ نہیں اور ہمارے لئے بھی خوفناک صورتحال منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ چنانچہ وزیراعظم برطانیہ کا بیان بھی اس خطرے کا اظہار کر رہا ہے۔ آسٹریلیا کی وزیر خارجہ نے بھی یہ اظہار کیا ہے۔ یوکے (UK) کے سابق آرمی چیف نے بھی ایسی ہی باتیں کی ہیں۔ کئی اخبارات نے بھی لکھنا شروع کر دیا ہے۔

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا آج ظلم و فساد کی لپیٹ میں ہے۔ ترقی یافتہ یا دنیاوی تعلیم یافتہ طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مذہب کی وجہ سے ہے اور اس کی انتہا مسلمانوں کے ایک مذہبی گروہ اور تنظیم کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ دنیا سمجھتی ہے کہ یہ فساد ختم کرنے کے لئے ہمیں مذہب سے دُور ہونے کی ضرورت ہے۔ اس بات کا بڑا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ پریس میڈیا بھی اس میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے کہ مذہب یا تو جاہل اور سست بناتا ہے یا شدّت پسند بنا دیتا ہے اور اگر ترقی کرنی ہے تو مذہب سے ہٹ کر ترقی ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے۔

پس دنیا میں فساد کی کیفیت کی بنیادی وجہ خدا تعالیٰ کے نام پر اپنے ذاتی مفادات کا حصول اور اس کا حقیقی خوف دلوں سے نکلنا یا اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کر کے اپنے دنیاوی قوانین اور نظریات کو ہر چیز پر بالا سمجھنے میں ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قوانین اور اللہ تعالیٰ کے نظام عدل و انصاف کو اپنے بنائے ہوئے قوانین اور نظام عدل و انصاف سے کمتر سمجھتا ہے اور سوال اٹھاتا ہے کہ ہم وقت کی ضرورت کے تحت مذہبی تعلیم کو دنیاوی رسم و رواج اور دنیاوی خواہشات اور دنیاوی قوانین کے تابع کیوں نہیں کر سکتے۔ ایک پوچھنے والے پڑھے لکھے یونیورسٹی کے پروفیسر نے مجھ سے بھی پوچھا ہے۔ مگر یاد رکھیں کہ اگر تو مذہبی تعلیم بگڑ گئی ہو اور اس کی بنیادی قدروں اور اصولوں پر انسانی قدروں اور اصولوں کی بالادستی ثابت ہو سکتی ہو تو پھر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم تو اس کتاب پر یقین رکھتے ہیں جو چودہ سو سال سے محفوظ ہے اور جس کی تعلیم ہر لحاظ سے اعلیٰ ترین اور ہر زمانے کے انسان کے لئے مکمل ضابطہ حیات ہے اور جو ربّ العالمین اور عالم الغیب والشہادۃ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ انسانی قانون قاعدہ کی تابع ہو جائے۔ مذہب انسانوں کو اپنے پیچھے چلانے آتا ہے، خود دنیا کے یا ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلنے نہیں آتا۔ اور آج اسلام وہ مذہب ہے اور قرآن کریم وہ کتاب ہے جو ہر زمانے کے انسان کے لئے رہنما ہے بشرطیکہ انسان میں اسے سمجھنے کی صلاحیت ہو۔

آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔ آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کر رہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔ آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تہہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے۔ اپنی طاقت اور قوت اور برتری کا اظہار اللہ تعالیٰ کی تعلیم نہیں بلکہ انسان کی اپنی پیداوار ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر چیز سے بالا سمجھے۔

پس یہ باتیں جو آجکل ہمیں دنیا میں نظر آ رہی ہیں وہ انسان کے اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھنے اور نیّر الہام سے خالی ہونے کی وجہ سے ہیں اور یہی وہ صورتحال ہے جس کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر ہے۔ فرمایا: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (الروم: 42) لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تری پر بھی تا کہ وہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے تا کہ شاید وہ رجوع کریں۔

پس انسان کے پیدا کردہ اس فساد کی وجہ سے جس سے نہ امیر باہر ہے، نہ غریب، نہ مذہبی لوگ یعنی نام نہاد مذہبی۔ اور نہ ہی مذہب سے دُور ہٹے ہوئے باہر ہیں۔ ایسے حالات میں ظاہر ہے کہ پھر انسان خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا اور سزا پائے گا جو اس پیدا کرنے والے سے دُوری کی وجہ سے ہے اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلنا ہے۔ جب ہم خدا تعالیٰ سے دور ہوں گے تو پھر ظاہر ہے جو اس دنیا کا خالق و مالک ہے، کائنات کا خالق و مالک ہے، اس سے دور ہٹنے کی وجہ سے بھی یہی نتیجہ نکلتا تھا، نکلنا چاہئے تھا اور نکل رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ سزا بھی مل رہی ہے۔ اور جو اِن عملوں کی آخرت میں سزا ملنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پتا ہے، وہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ بندوں کو سزا دے کر خوش ہو کر نہیں بیٹھ جاتا۔ خدا تعالیٰ تو وہ ہے جو اپنے بندے کے صحیح راستے پر آنے اور فسادوں سے دُور ہونے والوں کو دیکھ کر اُس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنی ایک ماں اپنے بچے کو خوفناک حالات میں گم ہو جانے کے بعد اس کو پانے پر خوش ہوتی ہے۔ جب وہ دیوانوں کی طرح اپنے بچے کو تلاش کرتی ہے اور یاس و امید کی حالت میں بے چین پھر رہی ہوتی ہے کہ پتا نہیں بچہ ان حالات میں زندہ بھی ہے یا نہیں اور پھر اچانک وہ اسے پا لیتی ہے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتی ہے۔ جتنی اس کو خوشی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تو اس سے

زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف بندہ جائے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی اس محبت کے تقاضے کے تحت اپنے انبیاء اور فرستادے دنیا کی اصلاح اور ان کو صحیح راستے دکھانے کے لئے بھیجتا ہے تا کہ دنیا تباہ ہونے سے بھی بچے اور غلط کاموں اور فسادوں کی وجہ سے سزا پانے سے بھی بچے۔ اور اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ بندوں کو آگ میں گرنے سے بچائے اور نہ صرف یہ کہ آگ میں گرنے سے بچائے بلکہ انعامات سے نوازے۔ اس حالت اور اس زمانے کے بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اس وقت لوگ روحانی پانی کو چاہتے ہیں۔ زمین بالکل مرچکی ہے۔ یہ زمانہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) کا مصداق ہوگیا ہے۔ جنگل اور سمندر بگڑ چکے ہیں۔ جنگل سے مراد مشرک لوگ اور بحر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جاہل و عالم بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ غرض انسانوں کے ہر طبقہ میں فساد واقع ہوگیا ہے۔ جس پہلو اور جس رنگ میں دیکھو دنیا کی حالت بدل گئی ہے۔ روحانیت باقی نہیں رہی اور نہ اس کی تاثیریں نظر آتی ہیں۔ اخلاقی اور عملی کمزوریوں میں ہر چھوٹا بڑا مبتلا ہے۔ خدا پرستی اور خدا شناسی کا نام ونشان مِٹا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لئے اس وقت ضرورت ہے کہ آسمانی پانی اور نورِ نبوت کا نزول ہو اور مستعد دلوں کو روشنی بخشے۔ خدا تعالیٰ کا شکر کرو اس نے اپنے فضل سے اس وقت اس نور کو نازل کیا ہے مگر تھوڑے ہیں جو اس نور سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 444۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ تو انسانیت کو بچانے کے لئے اپنی سنت پر عمل کرتا ہے اور دنیا کی صحیح رہنمائی کے لئے انہیں فسادوں سے بچنے کے راستے دکھانے کے لئے اپنے فرستادے بھیجتا ہے۔ اور اس زمانے میں بھی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ دنیا کے حالات ہمیں بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت بھی بگڑی ہوئی ہے، جس کا ابھی ایک ملک کے حوالے سے یہاں آئے ہوئے مقرر نے اظہار بھی کیا ہے، اور دوسرے مذاہب اور لامذہبوں کی حالت بھی بگڑی ہوئی ہے۔ دنیا جس کو پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑ رہی ہے وہ پانی نہیں سراب ہے۔ حقیقی پانی اور نور وہ ہے جسے خدا تعالیٰ نے اتارا ہے۔ بجائے اس کے کہ مسلمان بھی اور دوسری دنیا بھی شکر کرے اور اس نور سے روشنی لے اور اس چشمے سے پانی پیئے، اندھیروں میں ڈوبتی جارہی ہے۔ گندے تالابوں میں پانی پی رہی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی قدر نہیں کر رہے ہیں۔ گندے پانی کو صاف پانی سمجھ کر علماءِ سُوء کے پیچھے چل رہے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی حق کو شناخت کرنے کے بجائے حجتیں کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ آج دنیا مذہب سے ہی برگشتہ ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکاری ہو رہی ہے۔ گو مسلمانوں کی اکثریت اپنے دین پر دعوے یا اعتقاد کی حد تک تو قائم ہے لیکن علماء نے ان کی عقلوں پر پردے ڈال کر ان کی علمی اور عملی حالتوں میں انتہا کا بگاڑ پیدا کر دیا ہوا ہے اور یہ کوئی الزام نہیں ہے جو مَیں لگا رہا ہوں۔ یہ حقیقت کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔

مسلمان دنیا میں فساد، مذہب اور خدا اور رسول کے نام پر دہشتگردی اور کُشت وخون دنیا کے سامنے ہے۔ حکومتوں کے رعایا پر ظلم اور رعایا کے باغیانہ رویّے اور ظلم اس بات کا ثبوت ہیں۔ پھر جب عامّۃ النّاس علماء کی طرف رہنمائی کے لئے جاتے ہیں وہاں ان کو ان کی خود غرضیوں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہمیں سو فیصد پورا ہوتے ہوئے نظر آتا ہے کہ علماء سے فتنوں کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ ان کے قول وعمل میں تضاد ہوگا۔ جہالت کی باتوں اور فتووں کے سوا ان سے کچھ حاصل نہیں ہوسکے گا۔ (ماخوذ از الجامع لشعب الایمان للبیہقی جزء ثالث صفحہ 317-318 حدیث نمبر 1763 مکتبہ الرشد 2004ء) پس آجکل کے علماء کی یہ باتیں اور حرکتیں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک ثبوت ہیں۔

پھر عمومی طور پر مسلمان اخلاقی گراوٹوں کا شکار ہیں اور دینی انحطاط تو نظر ہی آ رہا ہے۔ جب علماء جاہل ہوں گے اور اپنے مطلب کے فتوے دیں گے تو عام مسلمانوں کی دینی حالت تو ظاہر ہے کیا ہوگی۔ ان علماء نے اسلام کی تعلیم کو اپنے مفادات کے لئے اس حد تک توڑ مروڑ دیا ہے کہ دوسروں کے حقوق کو غصب کرنا بھی جائز بن گیا ہے۔ یہ فتوے تو اب پاکستان میں عام ہیں کہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں بیشک یہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کہتے ہیں یا کہتے رہیں۔ کیونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے ہیں اس لئے ان کا مال لوٹنا اور غصب کرنا جائز ہے۔ آپس میں بھی وہ مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور نفرتوں کی آگیں سُلگ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ لیکن یہ محبت اور بھائی چارہ تو ایک طرف رہا گہری دشمنیاں اُن میں پنپ رہی ہیں۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فساد کی حالت مسلمانوں میں بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے کسی فرستادے کو ایسے وقت میں بھیجتا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سنّت اور وعدے کے مطابق بھیجا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ علماء نے مسلمانوں کی غلط رہنمائی کرکے اس کو ماننے کی بجائے اس کی مخالفت میں بڑھا دیا اور بجائے اس کے کہ آنے والے کی آواز پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے لبّیک کہتے اور اُمّتِ واحدہ بننے کی کوشش کرتے، مخالفت کر کے آپس میں بھی فتنہ وفساد اور قتل و غارت گری میں مبتلا ہوگئے ہیں اور دوسری دنیا پر بھی اپنا غلط اثر ڈال رہے ہیں۔ اسی وجہ سے مسلمان مخالف طاقتیں جو ہیں مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اسلام پر اعتراض کر رہی ہیں۔ اسلام پر حملے کر رہی ہیں۔ اسلام کو فتنہ وفساد اور شدّت پسندی کا مذہب کہہ رہی ہیں۔ اور غیر مسلموں اور مذہب سے ہٹے ہوؤں کو دنیا کا امن قائم کرنے اور صلح وآشتی پھیلانے والا ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن یہ طاقتیں کھل کر بھی یہ سب باتیں نہیں کہتیں بلکہ بڑی ہوشیاری سے اپنی تدبیریں کرتی ہیں۔ ایک طرف تو مسلمانوں سے ہمدردی اور ان کے ساتھ امن و سلامتی کے تعلقات رکھنے کا دعویٰ ہے۔ مسلمان دنیا سے فتنہ وفساد ختم کرنے کے لئے اپنی خدمات کی پیشکش کی جارہی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اسلام بُرا مذہب نہیں ہے، مسلمان برے نہیں ہیں اسلام دہشت گردی اور ظلم کی تعلیم نہیں دیتا اور ہمیں مل کر دنیا کے فساد کو جس میں مسلمان دنیا کا فساد زیادہ ہے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام اور دہشتگردی اور شدّت پسندی میں تعلق ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ شدت پسندی ہے۔ ایک ہی وقت میں دو باتیں کہہ کر یا ایک لیڈر سے ایک بات کہلوا کر اور دوسرے سے دوسری بات کہلوا کر اسلام مخالف طاقتوں کو بھی خوش کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی خوش کرنا چاہتے ہیں۔

ہم ان لوگوں کو بتاتے ہیں کہ جہاں تک اسلام کی تعلیم کا تعلق ہے یہ امن وسلامتی اور صلح کی بنیاد ڈالنے والی وہ تعلیم ہے جس کا کوئی دوسری تعلیم مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمانوں کے خلاف بولنے والوں کو یہ بات ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ ایسی باتیں کر کے یہ نام نہاد اسلامی شدت پسند گروہوں کو مزید ایندھن مہیا کرتے ہیں۔ ایسی باتیں کر کے یہ کم علم اور حالات سے بے چین مسلمانوں کو بھڑکانے میں کردار ادا کر رہے ہیں۔ امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہوگا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہوگا۔ اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہوگی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا دار دین کی آنکھ نہیں رکھتے اس لئے صرف دنیا کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور بظاہر جو امن کے لئے کوششیں ہیں وہی فساد کا ذریعہ بن رہی ہیں اس لئے بڑی طاقتیں صرف اپنی طاقت کے زعم میں نہ رہیں۔ اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویّے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فساد اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے گی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا اور اپنے نام نہاد علماء اور لیڈروں اور تنظیموں کے نام نہاد نعروں کو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے معیاروں پر پرکھنا ہوگا، نہ کہ ان کے اپنے معیاروں پر۔ یہ دیکھیں کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کیا ہے۔ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کیا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی طرف سے بھیجے ہوئے کی طرف نظر کریں اور جب یہ ہوگا تو آپس کے اختلافات ختم ہو کر محبت اور پیار اور انصاف قائم ہوگا۔ مسلم اُمّہ اُمّتِ واحدہ بنے گی اور نتیجۃً غیر مسلم طاقتوں کے ہاتھوں سے جو ان کی غلامی میں پھنسے ہوئے ہیں، نجات ملے گی، آزادی ملے گی۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مغربی یا دنیاوی تعلیم اور نظام دنیا کے امن اور سلامتی کے ضامن نہیں ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ دنیا کے امن اور سلامتی کی ضامن اسلامی تعلیم ہے جو اسلام سے پہلے نہ کسی مذہب نے پیش کی، نہ ہی کسی موجودہ زمانے کے فلسفے اور ازم اور نظام میں موجود ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہی ہے جو امن اور سلامتی اور محبت کی ضمانت ہے۔

پس آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن وسلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔ صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ پس آج مَیں اس کی روشنی میں بھی کچھ بیان کروں گا جو تعلیم آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور بعض بے نفس اور اُمّت کا درد رکھنے والے سربراہان حکومت نے اسے اپنے زمانے میں لاگو اور قائم کیا اور ایک خوبصورت معاشرے کا قیام کیا۔ اس حقیقت سے بھی مَیں انکار نہیں کرتا کہ بعد کی اکثر حکومتوں کے خودغرضانہ رویّوں اور اسلامی سربراہوں اور علماء کے ذاتی مفادات نے اس خوبصورت تعلیم پر پردہ ڈال دیا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ ہر فساد کے زمانے میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء اور فرستادے بھیجتا ہے۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بھیجا جنہوں نے ہمیں کھول کر اس خوبصورت تعلیم کے حسن سے روشناس کروایا۔ آپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ میری آمد کے دو مقاصد ہیں۔ ایک بندے کو خدا تعالیٰ سے ملانا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا اور دوسرے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا بنانا۔ (مأخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 95-96) پس اسلام ہمیں ان دو حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور اس کو ہمیں قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس آیت کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان حقوق کے اعلیٰ معیار کس طرح قائم ہوتے ہیں اور کس طرح دنیا میں عدل وانصاف اور محبت اور بھائی چارہ قائم ہوسکتا ہے۔ کس طرح ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُسوہ سے اس پر عمل کر کے دکھلایا۔ اس زمانے میں بھی اس بارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نے کس طرح ہر دو قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے اس آیت سے رہنمائی فرمائی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید ومحبت واطاعت باری عزّ اِسْمُہٗ۔ دوسرے ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی۔ اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے......'' اس آیت کریمہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل: 91)۔ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو۔ ظالم نہ بنو۔ پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ کوئی بھی محبت کے لائق نہیں۔ کوئی بھی توکّل کے لائق نہیں۔ کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیّت وربوبیّت خاصہ کے ہر یک حق اسی کا ہے۔'' اسی نے ہمیں پیدا کیا وہی ہمیں زندگی دیتا ہے، قائم رکھتا ہے۔ وہی ہمارے لئے پرورش کے سامان مہیا فرماتا ہے اس لئے یہ اسی کا حق ہے۔ ''اِسی طرح تم بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں اور اس کی ربوبیت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اِس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متأدّب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اس کے حسنِ لازوال کو دیکھ لیا ہے۔ بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلّف اور تصنّع دور ہو جائے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرّض نہ کرو ''جو تمہارے حق ہیں وہ تو تم لینے کی کوشش کرو اس سے

زیادہ لینے کی کوشش نہ کرو'' اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کی آزار کی عوض میں تُو اس کو راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔

پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو۔'' جو نیکی کرو اس سے اس نیکی میں کسی احسان کی سوچ نہ ہو۔ کسی غرض کے بغیر یہ خدمت ہو۔ فرمایا ''بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو۔ جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔'' ایک رشتے دار دوسرے رشتے دار سے، ایک قریبی دوسرے قریبی سے نیکی کرتا ہے۔ ''سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدّعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوّت وقرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلّف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگذاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 550 تا 552)

پس جب تک ان دونوں قسموں کے حقوق کی ادائیگی کا تصور اور اِدراک پیدا نہ ہو انسان کے عدل وانصاف قائم کرنے کے دعوے صرف دعوے رہتے ہیں۔ انسانی قوانین عدل کی حد سے آگے نہیں جاتے، نہ جاسکتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عدل قائم کرنے سے دنیا میں امن قائم ہونے کے تمام مراحل طے ہو گئے، جو ہم نے پانا تھا وہ پالیا۔ لیکن یہاں بھی بے انصافیاں ہیں۔ جہاں مفادات ہوں وہاں عدل کے تقاضے بھی پورے نہیں کئے جاتے اور یہ امیر دنیا میں بھی ہے اور غریب دنیا میں بھی ہے۔ اور پھر اگر بہت چھلانگ لگاتے ہیں تو کچھ احسان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ احسان ان کے کوئی فرائض میں سے نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے پھر اس احسان کے بعد جس پر احسان کیا گیا ہو عموماً اسے جتلا بھی دیا جاتا ہے۔ یا دنیا میں ہمیں یہ بھی عمومی طور پر نظر آتا ہے کہ کسی کو اس کے حق سے زیادہ ہمدردی کے نام پر کچھ دینے کا سوچا بھی جائے تو اس کے لئے بھی بعض شرطیں عائد کر دی جاتی ہیں اور آجکل ہم بڑی حکومتوں کے رویّوں اور عمل میں اس بات کا عام مشاہدہ کرتے ہیں۔ جب غریب ممالک کی مدد کی جائے تو بعض شرائط ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام کی تعلیم کہتی ہے کہ ایسی مدد جس کے پیچھے احسان جتانا اور تکلیف دینا ہو وہ نیکی نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرۃ: 265) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ: ''اے احسان کرنے والو! اپنے صدقات کو جن کی صدق پر بنا چاہئے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 354)

پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ اور مدد جو غریب پروری کے طور پر کی جارہی ہے مدد اور صدقہ نہیں رہتی۔ اور پھر دنیا میں ایتاء ذی القربیٰ کا تو تصور پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جیسا کہ میں نے کہا دنیاوی قانون میں عدل کی حد تک زیادہ سے زیادہ قانون جاسکتا ہے اور وہ بھی صرف الفاظ کی حد تک کیونکہ عدل کرتے وقت بھی مختلف توجیہیں کر کے عدل کو بھی برباد کر دیا جاتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں خدا عدل قائم کرنے کا، احسان کرنے کا، اور ایتاء ذی القربیٰ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تمہارا عدل وانصاف تمہیں عدل وانصاف کے تقاضوں کو مکمل طور پر پورا کرنے والا ہونا چاہئے۔ تمہارے احسان کے پیچھے تکلّف اور ایذاء نہ ہو۔ اور پھر یہ بھی کہ انہی پہلی دو باتوں کو اپنی انتہا نہ سمجھو بلکہ ایتاء ذی القربیٰ کے مضمون کو بھی سامنے رکھو۔ دوسروں سے سلوک میں بے غرض ہمدردی ہو۔ دوسرے کے درد کو اپنا درد سمجھو اور یہ کیفیت ہے جو تمہیں مومن بناتی ہے۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے حکم اور بنائے ہوئے قانون کی شان کہ جب تک بے غرض ہو کر انصاف، احسان اور محبت کے معیار قائم نہیں کرو گے حقیقی امن اور سلامتی کی تم ضمانت نہیں بن سکتے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو ایک انسان کو دوسرے انسان کے حقوق ادا کرنے کے معراج پر پہنچاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت سے متعلق اور امن وسلامتی قائم رکھنے سے متعلق دنیاوی قوانین تو کیا کوئی مذہب بھی یہ تعلیم پیش نہیں کرسکتا۔ نہ کسی مذہب نے یہ تعلیم پیش کی۔ حقوق انسانی اور امن وسلامتی کے قیام کے لئے اسلامی تعلیم ہی ہے جو اس اعلیٰ وارفع مقام پر کھڑی ہے۔

اگر کوئی مسلمان کہلانے والا اس تعلیم سے ہٹ کر اپنا عمل دکھا رہا ہے یا کوئی مسلمان حکومت یا اسلام کے نام پر قائم ہونے والے نام نہاد گروہ اس تعلیم سے ہٹ کر حرکتیں کررہے ہیں یا شدت پسندی اور ظلم کے اظہار کر رہے ہیں تو وہ قرآنی تعلیم کے مخالف کر رہے ہیں۔ اسلام نے تو ہر موقع پر اور ہر طبقے کے لئے اس حکم پر چلنے کی اپنے ماننے والوں کو تلقین کی ہے۔ اسلام کے نام پر کسی کا کوئی غلط فعل اس بات کی دلیل نہیں کہ اسلام کی تعلیم اسے غلط کام کرنے کا لائسنس دے رہی ہے یا اجازت دے رہی ہے۔

اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو جو اپنے آپ کو انصاف اور امن کے قیام کا علمبردار سمجھتے ہیں انصاف سے کام لیتے ہوئے اپنے بیانات دینے چاہئیں۔ یہ جو بیان یہاں کے لیڈر اور سیاستدان دے دیتے ہیں کہ ہم اس بات سے انکار نہیں کرسکتے کہ اسلام کی تعلیم اور دہشتگردی کا تعلق نہیں کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ یہ ان کی کم علمی ہے یا بے انصافی سے کام لیتے ہوئے بیان ہے جو یہ بیان دیتے ہیں۔ اپنے عمل ان لوگوں کو نظر نہیں آتے کہ امن کے قیام کے نام پر انصاف کی کس طرح دھجیاں اڑاتے ہیں۔ ظلم کے بازار کس طرح گرم کرتے ہیں۔ مجھے اس پر اپنی رائے دینے کی ضرورت نہیں۔ ان کے اپنے لکھنے والے ان کے انصاف اور امن کے قیام کا پول کھولتے ہیں۔ چنانچہ ایک میڈیا پر ''ویسٹس لیبین لیگیسی'' (West's Libyan Legacy) ایک آرٹیکل ایک جرنلسٹ جان رائٹ (John Wright) نے لکھا۔ یہ کہتے ہیں کہ ویسٹرن انٹروینشن (Western Intervention) کی بہت سی مثالوں میں سے لیبیا جیسی تباہ کن مثال نہیں پائی جاتی۔ نیٹو نے لیبیا میں دخل دیا جس کی وجہ سے نتیجہ صرف یہی نکلا کہ وہ ملک تباہ ہوا۔ نیٹو کی کیمپین (Campaign) نے ایک چلتے ہوئے ملک کو، ایک بٹے ہوئے اور متفرق اور قبائلی طرز پر لوٹا دیا ہے جہاں داعش نے مضبوطی پکڑ لی ہے۔ پھر لکھتا ہے کہ یہ بات یاد رکھیں کہ لیبیا میں نیٹو کے آنے سے قبل کوئی دہشتگردوں کے ٹریننگ کیمپس نہیں تھے۔ ویسٹ کی موٹی ویشن (motivation) یہ نہ تھی کہ کوئی جمہوری تبدیلی لائی جائے بلکہ یہی تھی کہ تیل ایکسپلوریشن (exploration) کا دروازہ کھولنا چاہتے تھے اور اکنامک ٹائیز (economic ties) قائم کرنا چاہتے تھے۔ تو یہ ہے امن اور انصاف کے نام پر ظلم کی ایک جھلک۔

پھر اسی طرح بے شمار لکھنے والوں نے عراق جنگ کے غلط ہونے کے بارے میں اور دوسری بے انصافیوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اسلام کی تعلیم دیکھیں جس پر یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں تو وہ سب سے چھوٹی نیکی عدل کو کہتی ہے۔ عدل کوئی بہت بڑی نیکی نہیں۔ اسلام کہتا ہے یہ عدل سب سے چھوٹی نیکی ہے۔ اور یہ عدل وانصاف کا نعرہ لگا کر اس کو بڑی نیکی کہتے ہیں۔ اگر اس پر ہی عمل کر لیں تو پھر بھی کہا جاسکتا ہے کہ دنیادار ہیں ان کے لئے یہی بہت بڑی نیکی ہے لیکن جہاں ان کے مفادات ہوں وہاں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے عدل کے معیار بھی بدل جاتے ہیں۔

اسلام اس کے لئے ایک خوبصورت معیار قائم کرتا ہے۔ یہ کہ عدل کس طرح قائم کرنا ہے؟ کیا معیار ہونا چاہئے؟ فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدۃ: 9) کہ اے ایماندارو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے اِیستادہ ہو جاؤ (کھڑے ہو جاؤ) اور کسی قوم کی دشمنی ہرگز تمہیں اس کام پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

پس یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم۔ دشمنیوں میں بھی غلط بہانے نہیں تراشنے۔ قوّام کا مطلب ہے کہ صحیح طریق سے کسی کام کو کرنا اور مستقل مزاجی سے کرنا۔ پس انصاف قائم کرنا ہے حقیقی رنگ میں قائم کرنا ہے اور مستقل مزاجی سے قائم کرنا ہے۔ یہ ایک مسلمان کو حکم ہے۔ اور ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے کام کرنے ہیں۔ ایک مومن کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی باریکی میں جا کر انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ ایک مومن کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے اور اس کی تلاش رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کیا حکم دیتا ہے اور جب یہ حالت ہو گی تو تبھی حقیقی مسلمان کہلاؤ گے۔ انصاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمیشہ سامنے رکھو کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے دُور نہ لے جائے۔ اب جب دشمن سے عدل وانصاف سے کام لینے کی خدا تعالیٰ مسلمانوں کو تلقین فرماتا ہے تو پھر مزید نیکیوں کی بھی تلقین فرماتا ہے۔

اب جیسا کہ اُس کالم میں لکھنے والے نے لکھا ہے کہ لیبیا کی جنگ یا قذافی کو ہٹانے کے معاشی محرکات تھے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ تیل کی دولت پر اپنے ہاتھ مزید مضبوطی سے ڈالنا بھی تھا۔ قرآنی تعلیم تو یہ کہتی ہے جس پر انہوں نے اعتراض کیا کہ قرآنی تعلیم دہشت پسندی سکھاتی ہے۔ قرآن کیا کہتا ہے کہ دوسرے کی دولت کو لالچ کی نظر سے نہ دیکھو! مَیں نے یہ بات جب امریکہ میں سیاستدانوں کے سامنے کہی تو ایک افریقن امریکن سیاستدان میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ جو تم نے بات کہی ہے کہ دوسرے کی دولت پر لالچ کی نظر نہ ڈالو اور ان کی دولت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ یہ بڑی حقیقی اور صحیح بات ہے جس کی ہمیں یہاں بہت ضرورت ہے۔ تو یہ تو ان کا اپنا حال ہے۔ یہ لوگ اسلام پر کس طرح اعتراض کرسکتے ہیں۔

اب تو ان کے لکھنے والے جیسا کہ میں نے ایک کا ذکر کیا ہے لکھنے لگ گئے ہیں۔ بہت سے حوالے میرے پاس ہیں جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی بعض شدت پسند تنظیمیں ہماری عراق جنگ اور ان ممالک میں بے انصافی کی پالیسیوں کی وجہ سے ہیں۔

دوسری جنگ عظیم میں جو جاپان کے دو شہروں پر ایٹم بم گرایا اور یہ گرا کر معصوم شہریوں کا قتل عام کیا گیا یہ کونسا انصاف تھا؟ کونسی انسانی ہمدردی تھی جو اس وقت ظاہر ہوئی یا اب یہ کونسا موقع ہے کہ اب اس ایشو کو دوبارہ اٹھایا جا رہا ہے؟ آج بھی یہ لوگ اس کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں آج کہ اُس وقت یہ غلط ہوا اور اس طرح نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن آج بھی ان کو اپنے اس فعل پر کوئی شرمندگی نہیں۔

کلفٹن ٹرومین جو کہ پریذیڈنٹ ٹرومین کا نواسہ ہے ایک انٹرویو میں ایٹم بم کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ بہت عظیم چیز تھی۔ اپنے نانا کے بارے میں کہتا ہے کہ انہوں نے جنگ ختم کر دی۔ انہوں نے دونوں اطراف سے ملکوں کی جانوں کو بچا لیا اور یہی میرے نانا نے اپنے فیصلے کے لئے بطور وجہ بیان کی تھی۔ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں لگتا کہ امریکہ کو کبھی جاپان سے معافی مانگنی چاہئے۔

پھر ایک کالم نگار نے بھی 9/اگست کے Daily Telegraph میں لکھا کہ ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرانے کی انسانی قیمت جائز تھی۔ تو یہ تو ان کا حال ہے۔ یہ ان کی سوچیں ہیں۔ جنگ فوجوں کے درمیان ہو رہی ہے اور قتل معصوم بچے اور بوڑھے اور عورتوں کا ہو رہا ہے۔ یہ ہے انصاف جس کی یہ توجیہیں نکالتے ہیں کہ یوں نہ ہوتا تو یہ ہوتا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان گروہ غلط حرکت کرتا ہے تو اسے یہ اسلامی تعلیم کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم تو ایسی ہے جو ہر سطح پر عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی تلقین کرتی ہے۔ ظلم وبغاوت کو ردّ کرتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ عدل کرو تو اس قرآنی تعلیم پر سب سے بڑھ کر عمل کرنے میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کا اُسوہ نظر آتا ہے۔ ایک شخص جو مسلمان نہیں ہے بلکہ یہودی ہے جب آپؐ کے پاس دادرسی کے لئے آتا ہے اور مسلمان کے خلاف شکایت کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں فریق کی بات سن کر یہودی کے حق میں اور مسلمان کے خلاف فیصلہ فرماتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 336 مسند ابن ابی حدرد حدیث نمبر 15570 عالم الکتب بیروت 1998ء)

آجکل انفرادی طور پر بھی اور حکومتوں کی سطح پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ قرض لئے جاتے ہیں لیکن واپس کرتے وقت کئی بہانے تلاش کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں جو بات ہمیں نظر آتی ہے اور آپؐ کا اُسوہ ہی حقیقی اسلامی تعلیم ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ قرضدار کو نہ صرف وقت سے پہلے مطالبے پر قرض ادا کرتے ہیں بلکہ احسان کرتے ہوئے کچھ زائد بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ پھر جنگوں کے حوالے سے بھی بات ہو رہی تھی تو جنگی قیدیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ (الانفال: 68) کسی نبی کی شان نہیں کہ وہ اپنے دشمن کے قیدی بنالے سوائے اس کے کہ باقاعدہ جنگ میں قیدی پکڑے جائیں۔ اس زمانے میں جب یہ عمل عام تھا کہ دشمن قبیلے کے لوگ قیدی بنا لئے جاتے تھے اسلام آواز اٹھاتا ہے کہ یہ عدل اور انصاف کے خلاف ہے کہ جو باقاعدہ جنگ میں شامل ہو کر اسلام کے خلاف نہیں لڑتا اسے قیدی بنایا جائے۔ اگر آجکل اسلام

کے نام پر حکومتیں یا نام نہاد حکومتیں یہ کام کرتی ہیں تو یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ یہ جائز ہی نہیں ہے۔

پھر اسلام ان قیدیوں کے متعلق جو جنگی قیدی ہیں فرماتا ہے کہ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (محمد:5) اور جنگی قیدیوں سے بھی کیا سلوک کرنا ہے؟ فرمایا کہ یا تو احسان کے طور پر انہیں چھوڑ دو یا فدیہ لے کر انہیں آزاد کردو۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر جنگی قیدیوں سے سلوک ہے۔ اس زمانے میں جو جنگیں ہوتی تھیں ہر ایک اپنے جنگی سامان کا بھی اور اگر قید ہو جائے تو قید سے رہائی کے لئے بھی ذمہ دار ہوتا تھا اور خود کوشش کرتا تھا یا اس کے خاندان والے اس کا انتظام کرتے تھے۔ تو ان حالات میں بھی بعض دفعہ بعض رشتہ داروں کے دل میں کھوٹ پیدا ہو جاتا تھا کہ مال پر قبضہ کریں اور جو قید میں ہے اسے قید میں ہی رہنے دیں۔ قریبی رشتے دار نہ ہوں تو دُور کے رشتہ دار ایسی حرکتیں کرتے تھے۔ یا بعض دفعہ کوئی اور وجہ ہو جاتی ہے کہ کوئی شخص فدیہ نہ دے سکے تو فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ (النور:34) کہ تمہارے جنگی قیدیوں میں سے ایسے لوگ جن کو نہ تم احسان کر کے چھوڑ سکتے ہو اور نہ ان کی قوم نے ان کا فدیہ دے کر انہیں آزاد کروایا ہے۔ اگر وہ تم سے مطالبہ کریں کہ ہمیں آزاد کر دیا جائے ہم اپنے پیشے اور ہنر کے ذریعہ سے روپیہ کما کر اپنا جرمانہ ادا کر دیں گے تو پھر ان کی حالت دیکھ کر اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ آزاد ہو کر روزی کما سکتے ہیں تو انہیں آزاد کردو۔ بلکہ احسان کا اگلا قدم بھی اٹھایا کہ ان کی اس کوشش میں خود بھی حصہ دار بن جاؤ۔ اور وہ حصہ دار بن کر، مسلمان مل کر اپنے مال میں سے ان کی مالی امداد کریں اور مالی امداد دے کر اسے آزاد کرنے کی کوشش کریں۔

آجکل کے انصاف اور عدل کا نعرہ لگانے والے بھی یہ معیار نہیں دکھا سکتے۔ اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ بعض حقوق انسانی کی تنظیمیں یہ کام کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں لیکن جنگی قیدی تو ایک طرف رہے سیاسی اور مذہب کے نام پر جو قید کئے جاتے ہیں ان کو بھی نہیں چھڑوا سکتیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مسلمان بھی دینی تعلیم کو بھول چکے ہیں اگر وہ اس تعلیم پر غور کریں تو بلا وجہ کے جو قیدی بنا لئے جاتے ہیں اور اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے وہ کبھی نہ کریں گے۔

بہر حال اسلام کی تعلیم کا ذکر ہو رہا ہے تو اسلام تو اس حد تک جا کر انسان کی آزادی کے حقوق قائم کر رہا ہے کہ ایک دشمن قوم کا شخص جو اسلام دشمنی میں جنگ میں شامل ہو کر مسلمان کے خلاف تلوار اٹھاتا ہے جب جنگی شکست کی صورت میں یا کسی بھی صورت میں جنگی قیدی بن جاتا ہے تو اسلام کہتا ہے کہ تم احسان سے کام لیتے ہوئے ایسے دشمن کی بھی آزادی کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔

مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ جاپان پر ایٹم بم گرانے کو آج جائز قرار دیا جا رہا ہے جس میں معصوم شہریوں کی بڑی تعداد ماری گئی۔ اگر تصویریں دیکھیں سیڑھیوں پر ایک شخص وہاں بیٹھا ہے تو وہیں اسی حالت میں رہ گیا اور اس کی کھال پگھل کر لٹک گئی اور اسی طرح وہیں بُت بن گیا۔ پھر جو فوری اموات ہوئیں اس کے بعد تابکاری اثرات کی وجہ سے بہت عرصے تک اموات ہوتی رہیں۔ معذور بچے پیدا ہوتے رہے۔ آج اتنے عرصے بعد جاپان کی اس جنگ کے بارے میں، ایٹم بم کے بارے میں باتیں کر کے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ کیا اس بات سے ان لوگوں کو شہ دے رہے ہیں جو ظلم کرنا چاہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنگ کی صورت میں جو دشمن حملہ کر رہا ہے اس پر قابو پا لینے کے بعد بھی کسی صورت میں اس کی شکل بگاڑنے کی اجازت نہیں۔ جنگ میں بھی کسی قسم کی دھوکے بازی نہیں کرنی۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تأمیر الامام الامراء...... حدیث نمبر 1731) کسی بچے اور عورت کو نہیں مارنا۔ پادریوں اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کو قتل نہیں کرنا۔ بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو نہیں مارنا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 768 مسند عبداللہ بن عباسؓ حدیث نمبر 2728 عالم الکتب بیروت 1998ء)

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین حدیث نمبر 2614)

ہمیشہ صلح اور احسان کو مدّنظر رکھنا ہے۔ اگر دوسرا ملک تمہیں تنگ کرتا ہے اور اگر تمہیں جنگ کی وجہ سے حملہ کرنے کے لئے دشمن ملک میں جانا پڑے اور حملہ ہوتا ہے تو وہاں عوام میں ڈر اور خوف پیدا نہیں کرنا اور عوام الناس پر سختی نہیں کرنی۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب فی الامر بالتیسیر و ترک التنفیر حدیث نمبر 1732)

لڑائی کے قافلے فوجوں کی نقل و حرکت ایسے راستوں سے ہونی چاہئے جس کی وجہ سے عوام کو تکلیف نہ ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب ما یؤمر من انضمام العسکر و سعتہ حدیث نمبر 2629)

دشمن کے منہ پر زخم نہیں لگانا۔

(صحیح البخاری کتاب العتق باب اذا ضرب العبد فلیجتنب الوجہ حدیث نمبر 2559)

دشمن کو کم سے کم نقصان پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔ اگر کوئی مسلمان جنگی قیدی پر ناجائز سختی کر بیٹھے تو اس قیدی کو فوری آزاد کر دیا جائے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان والنذور باب صحبۃ الممالیک و کفارۃ لمن لطم عبدہ حدیث نمبر 1659)

قیدیوں کے آرام کا خیال رکھا جائے۔ اگر رشتے دار قیدی ہوں تو انہیں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے، اکٹھے رکھا جائے۔ (سنن الترمذی ابواب السیر باب فی کراھیۃ التفریق بین السبی حدیث نمبر 1566)

جس شخص کے پاس کوئی قیدی ہو وہ جو خود کھائے وہی اسے کھلائے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان والنذور باب اطعام المملوک مما یأکل...... حدیث نمبر 1661)

یہ سب باتیں کیا ہیں۔ یہ عدل کو تو بہت پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ یہ تو سب احسان ہے۔ کون ہے جو اس طرح جنگی قیدیوں سے سلوک کرے۔

پس نہ ہی اس تعلیم کا کوئی پہلی تعلیم مقابلہ کر سکتی ہے، نہ ہی آجکل کے انسانی حقوق کا دعویٰ کرنے والوں کے قانون اس اعلیٰ پیمانے کے عدل اور احسان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ باتیں تو جو میں نے بتائی ہیں کہ قیدیوں سے یہ یہ کرنا ہے جنگیں جاری رکھنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ جنگیں ختم کرنے کے لئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میثاق مدینہ کیا تو مدینہ کے یہود کو بھی وہی حقوق دیئے جو مسلمانوں کے تھے کہ مومنوں کی طرف سے ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا اور اگر ان پر مومنوں کی طرف سے یا کسی بھی طرف سے کوئی ظلم ہو تو اس ظلم کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 355-354 ہجرۃ الرسول ﷺ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

اب بہت ساری شقوں میں سے یہودیوں کے لئے یہ شق کہ چاہے وہ مدینہ میں رہیں چاہے باہر چلے جائیں امن کی ضمانت دیتی ہے۔ یہ عدل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ اگر مسلمان یہ معیار حاصل کریں اور اپنے معاہدات کی پابندی کریں تو کبھی ذلّت کا سامنا نہ کریں۔ مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ جبتک وہ اپنے عَہدوں کی پابندی کرتے رہے ان کی ترقی ہوتی رہی۔ جہاں انہوں نے عَہدوں کی پابندی کو چھوڑا، عدل کو خیر باد کیا وہیں ان کی ذلّت شروع ہوگئی۔

دیکھیں عَہدوں کو پورا کرنے کی کیا اعلیٰ مثال ہے کہ جب رومیوں کے حملے کی وجہ سے اسلامی لشکر چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگا تو مسلمانوں نے وہاں کے غیر مسلم لوگوں کا خراج یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ یہ ٹیکس تو ہم نے تمہاری حفاظت اور علاقے کے امن کو قائم کرنے کے لئے لیا تھا جو ہم کر نہیں سکے اس لئے اب ہم اس کے حق دار بھی نہیں ہیں۔ علاقے کے لوگوں نے اس پر جو جواب دیا اور ردّعمل دکھایا وہ بھی دنیا کی تاریخ کا ایک عجیب باب ہے، سنہری باب کہنا چاہئے جو سنہری حروف میں لکھا جانے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو اپنے ہی مذہب کے لوگوں کے ظلموں کا نشانہ بن رہے تھے تم نے آ کر یہاں قبضہ کیا اور اپنے عَہد کی پابندی اور عدل کے اعلیٰ معیاروں سے ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اب ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے رومی فوج کو پسپا کیا اور دوبارہ حکومت قائم ہوگئی اور مسلمان جب شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کے باشندوں نے بڑے پُرجوش طریقے پر ان کا استقبال کیا۔

(کتاب الخراج از قاضی ابو یوسف صفحہ 149 تا 151 فصل فی الکنائس والبیع والصلبان)

کاش کہ آج کی مسلمان حکومتیں بھی اس سے سبق لیں اور اپنوں اور غیروں پر ظلم بند کریں تو ان کی ذلّت اور رسوائی انہیں دنیا کا رہنما بنا دے گی۔ لیکن اس کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا جو زمانے کا امام ہمیں دے رہا ہے۔

یہ مضمون عدل اور احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کا ایسا ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں بیشمار ارشادات ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی اس سے بھری پڑی ہے۔ پھر اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں بیشمار جگہ اس کے حوالے ملتے ہیں جن کو اگر بیان کیا جائے تو گھنٹوں لگ جائیں جو براہ راست اس آیت کی تشریح میں آپ نے فرمایا ہے۔

ایک اور بات اس وقت مَیں پیش کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولی بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے ایتاء ذی القربیٰ کے جذبے کا اظہار ہے۔ مومنوں کے لئے نہیں بلکہ انسانیت کے لئے۔ مشرکوں کے لئے بھی کافروں کے لئے بھی اور دوسرے مذاہب کے لئے بھی جس کو خدا تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں محفوظ کر لیا۔ آپؐ کے اللہ تعالیٰ سے دُور ہٹے ہوؤں کے لئے غم اور صرف اس لئے یہ غم کہ لوگ خدا سے دُور ہٹ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے رہے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی سزا کے مستحق بنیں گے۔ انسانیت کے لئے جو رحم کا جذبہ آپ کے دل میں تھا وہ ماں باپ سے بھی زیادہ تھا۔ وہ آپؐ کو راتوں کو بھی بے چین رکھتا تھا اور دن کو بھی بے قرار کرتا تھا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اس فکر میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہوا تھا۔ اس بے چینی اور بیقراری کو دیکھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ (الشعراء:4) کیا تو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ اس سے بڑھ کر کُل انسانیت کے لئے قرابت داری کے جذبات کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ اپنی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے درد میں ڈوب کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جذبات ہیں۔ اور پھر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام کے شدت پسند گروہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے یہ عمل دکھا رہے ہیں یا نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے بھٹکنے کی وجہ سے یہ عمل دکھا رہے ہیں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ حقیقی اسلام پر عمل کرنے کے لئے مسلمانوں کو کسی شدت پسند گروہ کی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کی ضرورت ہے۔ اور اسلام پر اعتراض کرنے والے بھی اپنی آنکھیں کھولیں اور عقل کو استعمال کریں اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دیکھیں۔

آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے۔ یہ انہیں بتائے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنو۔ اس کے درد کو محسوس کرو جو اپنے آقا و مطاع کی اتباع میں اس کے دل میں تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح یہ فرمایا کہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ (الشعراء: 4) اللہ تعالیٰ کرے کہ انسانیت کے لئے یہ درد ہم سب میں پیدا ہو جائے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے جذبات اور کیفیات کے لحاظ سے پیدا کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ معیار کے مطابق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیا تباہی کی طرف جانے کی بجائے عدل احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کے مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بچا لے اور دنیا کو اللہ تعالیٰ یہ سمجھنے کی توفیق دیتے ہوئے اس دنیا کو بھی جنت بنا دے اور اُخروی جنت کے بھی سامان اللہ تعالیٰ اس دنیا کے لئے کر دے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہر لحاظ سے حاضری کے لحاظ سے بھی اور موسم کے لحاظ سے بھی اس جلسے کو بابرکت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اپنے اپنے گھروں میں حفاظت سے لے کر جائے۔ دعا کرلیں۔ (دعا)

[دعا کے بعد سٹیج کے سامنے اور سٹیج پر موجود احباب کھڑے ہو گئے تو حضور انور نے فرمایا:]

السلام علیکم۔ ایک منٹ ذرا۔ میرے سامنے جو گرین ایریا میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بیٹھے رہیں ان کو کھڑے ہونے کی اجازت نہیں اور سٹیج والے بھی بیٹھے رہیں۔

[بعد ازاں جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام مختلف گروپس نے دینی نغمات اور ترانے پیش کئے۔]

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینجر)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر185)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ نومبر، دسمبر 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے متعدد واقعات میں سے بعض واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اسیران کی رہائی اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

جہلم میں احمدیوں کی فیکٹری جلادی گئی

جہلم، 20/نومبر 2015ء: ہماری گزشتہ رپورٹ میں جہلم میں ہونے والے افسوسناک واقعات کا ذکر چل رہا تھا۔ اس قسط میں اس واقعہ کی بابت مزید کچھ تفصیلات پیش ہیں۔

جہلم میں ہونے والے واقعہ کے تعلق میں جماعتِ احمدیہ کے ممبران نے اس اندیشہ کا اظہار کیا تھا کہ فیکٹری پر ہونے والا حملہ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے پانچ روز بعد 25/نومبر کی اشاعت میں انگریزی اخبار 'ڈان' میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق جہلم میں ہونے والے ہنگاموں اور ان کے بعد فیکٹری کو آگ لگانے کا واقعہ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ اس واقعہ کی تفتیش کرنے والے افسران کے نزدیک اس امکان کو ردنہیں کیا جاسکتا کہ اس واقعہ کے پیچھے بعض شر پسند عناصر کی سوچی سمجھی سازش کا ہاتھ تھا۔ جو بھی مقامی لوگ فیکٹری کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے انہوں نے فیکٹری کے بعض ملازمین سے بھی ساز باز کررکھی تھی'۔

بعدازاں ایک اخبار دی ایکسپریس ٹریبیون نے اپنی 2/دسمبر کی اشاعت میں اس خبر کا انکشاف کیا کہ اس واقعہ کے پیچھے جن فیکٹری ملازمین کا ہاتھ تھا وہ دراصل اپنی تنخواہ میں اضافہ کا مطالبہ کررہے تھے۔

اس واقعہ کے بعد جہلم شہر اور اس کے گردونواح میں احمدیوں کے لئے حالات اس قدر ناسازگار ہوگئے کہ علاقہ کے قریبًا تمام ہی احمدیوں کو اپنے گھروں کو چھوڑ کر محفوظ مقامات پر منتقل ہونا پڑا۔ اس کے ساتھ ساتھ حالات جب انتظامیہ کے کنٹرول سے باہر نکلتے دکھائی دیے تو حکومتی انتظامیہ کی جانب سے اس فتنہ کو مزید پھیلنے سے روکنے کے لئے انتظامات کیے گئے۔ لیکن پھر بھی اس واقعہ میں ملوث کسی 'بڑے ملّاں' کو نہ تو گرفتار کیا گیا اور نہ ہی اس سے پوچھ گچھ کرنا مناسب سمجھا گیا۔ بعض رپورٹس کے مطابق کچھ مؤذنوں کو گرفتار کیا گیا لیکن ان حالات وواقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی گرفتاری کسی بڑے ذمہ دار کی حرکات پر پردہ ڈالنے کے لئے ڈالی گئی ہے۔

اس واقعہ کے بعد ایک مثبت تبدیلی یہ دیکھنے میں آئی کہ انگریزی اخبارات ورسائل میں سے اکثر نے کھل کر اس واقعہ کے خلاف آواز اٹھائی اور تصویر کا درست رخ پیش کرنے کے لئے پچیس سے زائد خبریں اور مختلف مفکرین کے کالم شائع کیے۔

جبکہ اردو پریس نے ہمیشہ کی طرح خبر کو درست طریق پر شائع کرنے کی بجائے اپنے مفاد اور مصلحتوں کے مطابق تصویر عوام کے سامنے رکھی۔

ٹی وی پر آنے والے پروگرامز میں بھی اس دفعہ اس بات کو کھل کر زیرِ گفتگو لایا گیا۔ اور اکثر لوگوں نے بشمول مذہبی پسِ منظر سے تعلق رکھنے والوں کے اس نقطہ کو اٹھایا کہ سنی سنائی بات پر اعتماد کرنے کی بجائے بات کی مکمل تحقیق کیے بغیر کوئی قدم اٹھانا غیر مناسب اور غیر اسلامی ہے۔

ایک احمدی پر قاتلانہ حملہ

گلشن اقبال، کراچی 18/نومبر 2015ء: چوہدری منیر احمد رات کے گیارہ بجے اپنی گاڑی پر اپنے گھر واپس آ رہے تھے۔ جب وہ دروازے کے سامنے پہنچے تو دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کر دی۔ ایک گولی ان کے کندھے پر لگی جو کندھے کے اندر رہ گئی جبکہ تین گولیاں ان کی گاڑی پر لگیں۔ منیر احمد ہمت کر کے اپنی گاڑی گھر کے اندر لے جانے میں کامیاب ہوگئے۔ انہیں فوری طور پر ان کے ایک ہمسائے نے لیاقت نیشنل ہسپتال پہنچایا جہاں فوری طبی امداد دینے سے ان کے بہتے ہوئے خون کو روکا گیا۔ چند گھنٹوں کے بعد انہیں ہسپتال سے گھر بھجوادیا گیا۔

21/نومبر کے روز ڈاکٹرز نے ایک کامیاب آپریشن کے ذریعہ ان کے کندھے میں موجود گولی کو نکال لیا۔

دھمکی آمیز پمفلٹ

مجلس تحفظ ختم نبوّت پشاور نے احمدیوں کے خلاف ایک پمفلٹ کو پرنٹ کرواکر تقسیم کروایا۔ نیز اس پمفلٹ کو سوشل میڈیا کے ذریعے بھی پھیلایا گیا۔ اس پمفلٹ میں پشاور سے تعلق رکھنے والے احمدی ڈاکٹرز کو قتل کرنا 'جہاد' قرار دیا گیا۔ اس پمفلٹ سے کچھ حصے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

'ایک عام مسلمان قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر کیسے خاموش سکتا ہے'۔

'کون ہے جو قادیانیوں کی بے لگام زبان پر لگام ڈالے؟'

'اے مسلمان بھائیو! ہماری صفوں میں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جن کی نشاندہی کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ تمہیں گمراہ کررہے ہیں۔ یہ لوگ تمہارا غلط علاج کر کے تمہارے ایمان کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان کی حقیقی سزا 'قتل' کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایسے لوگوں کو کھلے عام قتل کرنا جہاد ہے'۔

'یہ لوگ (فہرست میں موجود ڈاکٹرز) اور ان کے قادیانی کافر ساتھی ڈاکٹری کے مقدّس پیشہ کی آڑ میں اپنے عقائد کا پرچار کررہے ہیں۔ یہ لوگ دن رات ہماری نئی نسل کے ایمان کو تباہ کررہے ہیں۔ اے مسلمان بھائیو! جاگو اور اپنے فرض کو سمجھو'۔

'پوری کوشش کروکہ قادیانیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے آجاؤ'۔

اس پمفلٹ میں یہ بھی لکھا گیا کہ 'قادیانی شیزان اور بازید خیلی ڈاکٹر قادیانیوں کی سرگرمیوں کو مالی معاونت دینے میں سرِ فہرست ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلنا چاہیے؟ تم کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے طلبگار رہوگے؟'

اس پمفلٹ میں پشاور میں رہنے والے احمدی کاروباری حضرات اور ڈاکٹرز کے نام اور ان کے مکمل ایڈریسز دیے گئے ہیں۔ اس پمفلٹ کے آخر میں پمفلٹ جاری کرنے والی تنظیم کا مکمل نام، پتہ، فون نمبر اور ویب سائٹ کی تفصیلات بھی دی گئی ہیں۔

کیا حکومتی انتظامیہ کے لئے شدّت پسندی، نفرت انگیزی اور دہشت گردی کو فروغ دینے والے اس پمفلٹ کو شائع کرنے والے لوگوں تک پہنچنا کسی بھی طرح مشکل ہو سکتا ہے؟

جماعتِ احمدیہ کی جانب سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اس پمفلٹ کے خلاف شکایت پہنچادی گئی ہے۔

''نوٹ: قادیانی حضرات مجھے ووٹ ڈالنے کی زحمت نہ کریں''

اسلام آباد؛ 29/نومبر 2015ء: ظہیر الدین بابر نے بی بی سی کے لئے رپورٹنگ کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام آباد کے بلدیاتی انتخابات میں ایک آزاد امیدوار شیراز فاروقی نے اپنے منشور پر مبنی پمفلٹ پر لکھا ''قادیانی حضرات مجھے ووٹ ڈالنے کی زحمت نہ کریں''۔

جب اس سے اس بارہ میں سوال کیا گیا تو اس نے جوابًا کہا: 'میں نے جب ووٹروں کی فہرست دیکھی۔ میرا دماغ گھوم گیا۔ میرا ضمیر گوارا نہیں کیا کہ اِن لوگوں سے ووٹ لے کر آگے آؤں'۔

اپنے حلقے کے احمدی ووٹروں کو اپنے لئے ووٹ ڈالنے سے منع کرنے کے متعلق ضابطۂ اخلاق کی تشریح کے لئے بی بی سی نے اِس کی تیاری اور نفاذ کے ذمہ دار متعدد افسران سے بات کی تو اُن میں بھی اختلافِ رائے تھا۔ کوئی بھی باضابطہ طور پر سرکاری موقف نہیں دینا چاہتا تھا۔

ایک تشریح یہ تھی کہ 'امیدوار نے کسی کو ووٹ کا حق استعمال کرنے سے روکنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ذاتی طور پر اُس سے مستفید ہونے سے کنارہ کشی کی۔ اس لئے ضابطے کی خلاف ورزی نہیں ہوئی'۔

ایک افسر نے سوال اٹھایا کہ 'کل شیعہ سُنی پر ایسے جُملے لکھے جائیں تو کیا ہوگا؟ کسی بھی کمیونٹی کے ساتھ مذہب اور فرقے کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جاسکتا'۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان اس صورتحال کو انتخابی نظام کا 'امتیازی سلوک' قرار دیتے ہیں۔ وہ دو ہزار دو کے جوائنٹ الیکٹوریٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''الیکشن کے رائج الوقت طریقے میں دو فہرستیں بنتی ہیں۔ ایک میں مسلمان، عیسائی، ہندو، سکھ شامل ہیں۔ جبکہ صرف ایک کمیونٹی کو الگ کر کے لکھا جاتا ہے کہ یہ قادیانی ہیں۔

اس بنیاد پر جماعتِ احمدیہ انتخابی عمل کا حصہ نہیں بنتی۔ انہوں نے بتایا کہ اُن کے مرکز ربوہ میں 33 ہزار ووٹ ہیں اور بلدیاتی انخابات میں ایک ووٹ بھی کاسٹ نہیں کیا گیا۔

بی بی سی کے مطابق یہ خدشات بھی رہتے ہیں کہ الگ انتخابی فہرست پُر تشدد عناصر کو مقامی احمدیوں کی نشاندہی کرنے میں مدد دیتی ہے۔

احمدیوں کی تذلیل کرنے والا شخص فوری ضمانت پر رہا

لاہور، 9 تا 14 دسمبر 2016ء: 9/دسمبر کے روز حفیظ سنٹر کی ایک دکان پر ایک پوسٹر نوٹس میں آیا جس پر تحریر تھا 'یہاں پر قادیانی (۔) کا داخلہ ممنوع ہے''۔ ایک مشہور صحافی رضا رومی نے اپنے بعض دوستوں کے ساتھ مل کر سوشل میڈیا کے ذریعہ اس کی رپورٹ کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر احتجاج بھی کیا اور ایک بہت بڑی تعداد نے سوشل میڈیا پر ان کا ساتھ دیا۔ اس پر انتظامیہ نے اس حرکت کو نیشنل ایکشن پلان کے خلاف پاتے ہوئے کارروائی کی اور نفرت انگیزی کی اس شرمناک حرکت کرنے والے دکاندار عابد ہاشمی اور اس کے ایک ساتھی نعمان کو گرفتار کرلیا۔ نیز انہوں نے اس دکان سے وہ پوسٹر بھی اتار لیا۔ ملزمان کے خلاف تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-A اور MPO-16 کے تحت ایف آئی آر درج کی گئی اور ایک جوڈیشل مجسٹریٹ نے ملزم کو دو ہفتے کے ریمانڈ پر جیل بھجوادیا۔

اگلے ہی روز پلازہ کے دکانداروں نے اس شرّ پسند کے حق میں اکٹھے ہوکر احتجاج کرنا شروع کردیا اور گلبرگ کی مین بلیوارڈ کو ایک گھنٹے تک بلاک کیے رکھا۔ اس پر انتظامیہ نے فوری طور پر اپنا فیصلہ واپس لینے کا ارادہ کرلیا۔

نعمان کو تو گرفتاری ڈالے بغیر رہا کردیا گیا۔ جبکہ عابد ہاشمی کو ماڈل ٹاؤن کی عدالتوں میں لے جایا گیا جہاں پر حفیظ سنٹر کے کچھ دکاندار اور ختمِ نبوّت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والے کچھ شرّ پسند نعرہ بازی کرتے ہوئے پہلے ہی اکٹھے ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہاں پر ایک جج نے عابد ہاشمی کو بھی ضمانت پر رہا کردیا۔ یہ شخص شاید چوبیس گھنٹے سے کچھ کم ہی حوالات میں قید رہا ہوگا۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومتِ پنجاب کی رِٹ کس حد تک قائم ہے کہ قانون کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرنے والے کو انہیں کس قدر جلد رہا کرنا پڑا!

(باقی آئندہ)

☆☆☆

ساتھ تیرا ہوُا اگر محسوس
مجھ کو ہو گا نہ یہ سفر محسوس
حسنِ جاناں کا ذکر ہو تو زیست
ہونے لگتی ہے مختصر محسوس
گُل وہ یا رب! سدا بہار رہے
لمحہ لمحہ ہو تازہ تر محسوس
کر رہے ہیں فراق کو دونوں
وہ اُدھر اور ہم اِدھر محسوس
ہجر کا دکھ نہ ہو تو کیونکر ہو
لذّتِ وصل اس قدر محسوس!
کوئی ایسا بھی زخم دے داتا!
دل کرے جس کو عمر بھر محسوس
ہے وہ ناواقفِ جنوں، جو کرے
دشت کو دشت، گھر کو گھر محسوس
روشنی کیا کرے گا دنیا میں
ہو اندھیروں سے جس کو ڈر محسوس
اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھو
آنکھ کرتی نہیں اگر محسوس
اپنے ہی خواب میں نہ رہ انجمؔ!
عہد کے درد کو بھی کر محسوس

(میر انجم پرویز۔ مربی سلسلہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا غلام رسول صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5اکتوبر 2011ء میں حضرت مرزا غلام رسول صاحبؓ ریڈر جوڈیشل کمشنر پشاور (یکے از313) کا مختصر تعارف شامل اشاعت ہے۔

حضرت مرزا غلام رسول صاحبؓ کا اصل وطن موضع پنڈی لالہ ضلع گجرات تھا۔ بی اے تک تعلیم اسلامیہ کالج لاہور میں پائی۔ آپ بیعت سے قبل زمانۂ طالبعلمی کے دوران بھی اکثر قادیان جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ دسمبر 1905ء میں جبکہ حضورؑ نے رسالہ الوصیت تصنیف فرمایا آپ قادیان میں تھے۔ آپ حضرت اقدسؑ کی پاکیزہ زندگی، دینی غیرت اور انتہائی درجہ کے تقویٰ وطہارت سے بہت متأثر تھے۔ 1907ء میں آپؓ نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

1923ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے علاقہ ملکانہ کی شدھی کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو آپؓ نے بھی اس تحریک پر لبّیک کہا۔ آپ اپنی نوکری تک چھوڑ کر اس خدمت کے لئے تشریف لے گئے اور گرانقدر خدمات سرانجام دے کر حضور کی سند خوشنودی حاصل کی۔

حضرت مرزا غلام رسول صاحب دعاگو اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کا بہت التزام کرتے تھے۔ دعاؤں میں انتہائی سوز اور الحاح تھا۔ آپ کو دعاؤں کی تاثیرات پر زبردست ایمان تھا۔ جب آپ نے ایبٹ آباد میں مکان بنانے کے لئے زمین خریدی تو صوبہ سرحد کے ایک بڑے اور مقتدر شخص نے آپ پر مقدمہ دائر کردیا اور کہا کہ مَیں یہاں مرزائیوں کے قدم نہیں جمنے دوں گا۔ قانونی طور پر اُس کا کیس بظاہر مضبوط تھا مگر آپ نے جرأت ایمانی سے کہا کہ اب انشاء اللہ مجھے ضرور کامیابی ہوگی کیونکہ اب تمہارا مقابلہ غلام رسول سے نہیں بلکہ احمدیت سے ہے۔ چنانچہ عجیب تصرّف الٰہی کے ماتحت اس مقدمہ کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوگیا۔

آپ تلاوت قرآن کریم نہایت ذوق وشوق سے کرتے تھے۔ فرض کے علاوہ نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے۔ بیکسوں، مظلوموں، مسکینوں اور غریبوں کی امداد کے لئے آپ کے اندر ایک خاص جوش تھا اور اس میں روحانی لذت وفرحت محسوس کرتے تھے۔ بعض موقعوں پر آپ نے اپنی ملازمت تک کو خطرے میں ڈال کر صوبہ سرحد کی عظیم شخصیتوں کے مقابلے میں بعض غریب، مظلوم اور بیکس لوگوں کی علی الاعلان مدد کی۔

آپ کے گھر میں مہمانوں کا عموماً تانتا بندھا رہتا تھا۔

آپ 12-1911ء میں پشاور گورنمنٹ ہائی سکول کے استاد ہوکر آئے مگر جلد مدرّسی ترک کرکے دفتر سیشن جج پشاور میں انگریزی مترجم مقرر ہوئے اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے سیشن جج کے ریڈر مقرر ہوئے۔ بالآخر جوڈیشنل کمشنر کے ریڈر بنا دیئے گئے۔ آپ سرحد ہائیکورٹ کے نہایت کامیاب اور ماہر سینئر ریڈر تھے اور بڑے سے بڑے افسر بھی آپ کی قانونی باریک نظری اور تبحر معلومات کے قائل اور آپ کی محنت، دیانتداری اور پاکیزگی کے معترف تھے۔ ہائیکورٹ کے انگریز چیف جج اور جوڈیشنل کمشنر مسٹر فریزر نے رشوت لینے میں آپ سے مدد لینا چاہی مگر آپ نے صاف انکار کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی ملازمت خطرے میں پڑگئی۔ آپ نے دعا کی تو آپ کو بتایا گیا کہ اتنی دفعہ متواتر یہ بھی دعا کرو لَآاِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اور تہجد بھی پڑھو۔ چنانچہ آپ نے تہجد اور دعاؤں کا خاص مجاہدہ کیا اور چند دن بعد خواب میں دیکھا کہ آپ کی آنکھیں انگارے کی طرح سرخ ہوگئی ہیں اور جس شخص کو آپ دیکھتے ہیں وہ مرجاتا ہے۔ اسی اثناء میں انگریز چیف جج بھی آپ کے سامنے آگیا اور مرگیا۔ چندروز بعد اس کو سل کے مرض کی تشخیص ہوئی اور وہ چھٹی لے کر ولایت چلا گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آیا۔

آپ مالی قربانی کو خاندانی اور قومی ترقی کا ذریعہ سمجھتے اور سلسلہ احمدیہ کی مالی تحریکوں میں ضرور حصہ لیتے تھے۔ چنانچہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ سرحد کا بیان ہے کہ آپؓ موصی تھے۔ ہر مرکزی اور مقامی تحریک میں ضرور حصہ لیتے۔ 1912ء میں خاکسار نے حقیقۃ المسیح نامی کتاب لکھی تو طباعت کے واسطے روپے کی ضرورت تھی۔ آپؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے بیوی سے کہا کہ میرے پاس اس وقت کوئی پیسہ نہیں ہے لیکن یہ کتاب چھاپنی ضروری ہے۔ ان کی بیوی نیکی میں ان کے نقش قدم پر تھیں۔ انہوں نے اپنے زیور اتار کردے دیئے۔

خلیفہ وقت سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ مرض الموت میں بھی آپؓ نے اپنے فرزند مرزا عبداللہ جان صاحب سے کہا کہ کل حضور ربوہ میں مسجد مبارک کی بنیاد رکھیں گے۔ اس موقع پر مسجد احمدیہ پشاور میں اجتماعی دعا ہوگی، اس میں وہ ضرور شامل ہوں۔

آپؓ نے 5/اکتوبر 1949ء کو وفات پائی۔

مکرم راجہ علی محمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/اکتوبر 2011ء میں مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جو مکرم راجہ علی محمد صاحب کے ذکرخیر پر مشتمل ہے۔

مکرم راجہ علی محمد صاحب PCS آفیسر تھے اور افسر مال کے طور پر ریٹائر ہوئے۔ جماعت احمدیہ گجرات کے امیر ضلع رہے اور اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑی۔ آپ چوآسیدن شاہ کے قریبی گاؤں چھمبی کے رہائشی تھے۔ قیام پاکستان سے قبل قادیان میں مقیم تھے اور قیام پاکستان کے بعد پہلے گجرات اور پھر لاہور میں مستقل رہائش اختیار کی۔ آپ ایک خواب کے ذریعہ احمدی ہوئے تھے۔ بعد وفات 1972ء میں بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

راجہ صاحب مرحوم بڑی گوناگوں شخصیت کے حامل تھے۔ میرے والد محترم چوہدری عنایت اللہ صاحب کو انہوں نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے وہ مجھے اپنے پوتوں جیسا سمجھتے تھے اور میں روزانہ کالج سے واپسی پر اُن کے گھر آتا۔ وہ انگلش کا سبق یاد کراتے اور اکثر دوپہر کا کھانا کھلاتے۔ بڑے مہمان نواز، بارعب شخصیت کے مالک، صاحب علم اور پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ جماعت کے عہدیدار اکثر ان کے ہاں تشریف لاتے رہتے تھے۔

1964ء میں راجہ صاحب نے چرچ روڈ گجرات پر ایک قطعہ اراضی میاں مشتاق رگانوالہ کو بیچا اور 65 ہزار زبانی بیعانہ وصول کیا۔ بیعانہ کے بعد انہوں نے چاردیواری بنالی اور ایک دروازہ راجہ صاحب کی باقی زمین کی طرف رکھ لیا جو کہ غلط تھا۔ راجہ صاحب نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو درخواست دی اور حالات بیان کئے۔ وہ کہنے لگا کہ آپ نے جو بیعانہ لیا ہے کہیں کہ میں نے نہیں لیا تو پلاٹ خالی کروالیتے ہیں۔ مگر راجہ صاحب نے کہا کہ میں اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ میں نے بیعانہ لیا ہے۔ DC آپ کی ایمانداری پر حیران رہ گیا کہ ایک تو دوسری پارٹی زیادتی کررہی ہے اور یہ اپنی بات پر قائم ہیں۔ بہرحال معاملہ رفع دفع کروادیا۔

آپ نصیحت کیا کرتے تھے کہ جب کبھی کسی کے ساتھ رشتہ داری کرو تو دعا کے علاوہ دیکھو کہ ان کا پہلے رشتہ داروں کے ساتھ کیسا سلوک ہے۔ اگر پہلوں کے ساتھ اچھا ہے تو آپ کے ساتھ بھی اچھا ہوگا۔

راجہ صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ اپنے گاؤں میں کوٹ راجگان میں ایک احمدیہ مسجد بناؤں۔ چنانچہ آپ نے بڑی محنت اور لگن سے ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد طیبہ'' اپنی جیب سے بنوائی جو 1967ء میں مکمل ہوئی۔

مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب مربی سلسلہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/اکتوبر 2011ء میں مکرم مسعود احمد صاحب چانڈیو مربی سلسلہ کے حوالہ سے اُن کے بڑے بھائی مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب مربی سلسلہ کی وفات کی اطلاع شائع ہوئی ہے جو 8/ستمبر 2011ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے کراچی میں وفات پاگئے۔ آپ خداتعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب 22 ستمبر 1948ء کو قمرآباد ضلع نوشہرو فیروز میں پیدا ہوئے۔ 1956ء میں بیعت کرنے کی توفیق پائی۔ 12 مئی 1962ء کو اپنی زندگی وقف کی اور جامعہ احمدیہ سے شاہد کرکے یکم مئی 1974ء کو میدان عمل میں آئے۔ آپ سندھی، اردو، پنجابی اور سواحیلی زبانیں جانتے تھے۔ 1985ء تا 1988ء اور 1993ء تا 1996ء تنزانیہ میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ 4 نومبر 1989ء سے 29 جولائی 1993ء اور 1997ء تا 1998ء میں بطور نائب ناظم ارشاد خدمت کی توفیق پائی۔ اس وقت گلشن حدید کراچی میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹا جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ ثالثہ کا طالب علم ہے۔

محترمہ امۃ الرشید چودھری صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم اکتوبر 2011ء میں مکرمہ ذکیہ بیگم صاحبہ کے قلم سے محترمہ امۃ الرشید چودھری صاحبہ کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار بیان کرتی ہیں کہ محترمہ امۃ الرشید صاحبہ سے تفصیلی تعارف اُس وقت ہوا جب آپ کے ذاتی رہائشی مکان سے ملحق ایک کمرہ والا صحن کرایہ پر حاصل کرکے ہم نے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول جاری کیا۔ آپ نے بڑی فراخ دلی سے کہا کہ اپنی ہی قوم اور اپنے محلّہ کی بچیوں کی ضرورت ہے اور اپنی جماعت کی استانیاں پڑھانے والی ہیں تو ٹھیک ہے۔

جب میرے بیٹے کی پیدائش ہوئی تو مرحومہ نے بہت پیار سے فرمایا کہ سکول آکر اپنا بچہ مجھے دے دیا کرو اور چھٹی کے وقت لے جایا کرو۔ چنانچہ مجھے اس پہلو سے بے فکر کردیا۔ یہی سلسلہ پھر دوسرے بیٹے کی پیدائش کے بعد بھی جاری رہا۔ ویسے ہر ضرورت کے وقت وہ موجود نظر آئیں۔ میری خوشدامن کی وفات پر فوراً ہمارے گھر پہنچ کر اپنی نگرانی میں غسل دلاکر کفن پہنایا۔ میرے میاں پر اچانک فالج کا حملہ ہوا تو ہسپتال پہنچ کر ایمبولینس میں ہمارے ساتھ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال فیصل آباد آئیں اور اس ہسپتال میں اپنے ڈاکٹر بھتیجے کے ذریعہ VIP داخلہ دلایا اور اسے تاکید کی کہ یہ میری بیٹی ہے، اسے یہاں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ اسی طرح بچوں کی شادی اور دیگر تمام معاملات میں ماں کی طرح میری رہنمائی اور مدد کرتی رہیں۔

مکرم ماسٹر رانا دلاور حسین صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4اکتوبر 2011ء کی ایک خبر کے مطابق مکرم ماسٹر رانا دلاور حسین صاحب آف ڈیرہ گولیانوالہ جماعت احمدیہ گُجر فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کو دو نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کرکے یکم اکتوبر 2011ء کی دوپہر ساڑھے 12 بجے اُس وقت شہید کردیا جب مرحوم مقامی سرکاری پرائمری سکول میں تدریس کی ڈیوٹی پر تھے۔ آپ کو ایک گولی گردن اور دوسری پیٹ میں لگی۔ شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا جارہا تھا کہ راستہ میں ہی اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ مرحوم نومبائع تھے اور 29 ستمبر 2010ء کو بمع اہل وعیال بیعت کی توفیق پائی تھی۔ بعدازاں مقامی مولویوں نے ان کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 42 سال تھی اور اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور بڑے بہادر اور نڈر داعی الی اللہ تھے۔

مکرم رانا دلاور حسین صاحب 25 مئی 1969ء کو بمقام ڈیرہ گولیانوالہ شیخوپورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ مرحوم کا تعلیمی معیار B.A تھا اور M.A کررہے تھے۔ مرحوم کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی شادی 1992ء میں مکرمہ صغراں بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ ان سے آپ کے دو بیٹے مکرم جبران دلاور صاحب عمر 17 سال اور مکرم عبداللہ دلاور صاحب عمر 15 سال ہیں۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد انہی کی دوسری ہمشیرہ مکرمہ عشرت بی بی صاحبہ کے ساتھ شادی ہوئی۔ جن سے مرحوم کی دو بیٹیاں عزیزہ دعا دلاور بعمر 5 سال اور عزیزہ اسریٰ دلاور بعمر 3 سال ہیں۔ سب بچے زیرتعلیم ہیں۔

مرحوم خداتعالیٰ کے فضل سے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ خوش اخلاق، ملنسار اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔ ہرایک کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آتے۔ نظام جماعت اور خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔ نمازوں کے پابند تھے اور نماز جمعہ باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں جاکر ادا کرتے تھے۔ آپ کی تدفین ربوہ میں ہوئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9جون 2011ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کے قلم سے ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جب تک سانسوں میں ہے دَم
تم رفتار نہ کرنا کم
پیچھے مُڑ کر مت دیکھو
منزل ہے دوچار قدم
دُوری ہے مجبوری بھی
لیکن پیار نہ ہو گا کم
جسم اور جان کا ہے رشتہ
ایک تھے ، اب بھی ایک ہیں ہم

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 26, 2016 – March 03, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 26, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 21-31 with Urdu translation.
00:30 Dars Majmooa Ishteharaat
00:55 Yassarnal Quran: Lesson no. 59.
01:30 Reception Of Khadija Mosque: Recorded on September 16, 2008.
02:20 Spanish Service
02:55 Pushto Muzakarah
03:35 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 269-274 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 31. Rec. December 28, 1994.
04:15 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 359.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 32-37 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 64.
07:00 Huzoor's Tour Of India: Featuring arrival at Chennai airport, mosque opening and departure. Recorded on November 24, 2008.
07:30 Freedom Of Speech
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on February 13, 2016.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 91.
11:30 Tilawat: Surah Al-Jaathiyah, verses 1-20.
11:55 Seerat-un-Nabi
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2012.
15:40 In His Own Words
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:25 Huzoor's Tour Of India [R]
18:50 Freedom Of Speech [R]
19:30 Open Forum
20:20 Deeni-o-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday February 27, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Quran
01:05 Huzoor's Tour Of India
01:30 Kasauti
02:10 Friday Sermon: Recorded on February 26, 2016.
03:20 Rah-e-Huda: Recorded on February 27, 2016.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 360.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 11-20 with Urdu translation.
06:10 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
06:45 Al-Tarteel: Lesson no. 24.
07:10 Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 09, 2012.
08:35 International Jama'at News
09:05 Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:05 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon [R]
12:25 Tilawat: Surah Al-Jaathiya, verses 21-38.
12:35 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidan-e-Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana UK Address [R]
19:45 Servants Of Allah: Astonishing Stories Of The Pioneer Missionaries Of The Ahmadiyya Muslim Community.
20:50 International Jama'at News
21:20 Rah-e-Huda [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday February 28, 2016

00:10 World News
00:25 Tilawat
00:35 In His Own Words
01:05 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana UK Address
02:55 Friday Sermon: Recorded on February 26, 2016.
04:05 Maidane Amal Ki Kahani
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 361.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 21-31 with Urdu translation.
06:10 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 64.
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class: Recorded on February 24, 2013.
08:05 Faith Matters: Programme no. 187.
08:55 Question And Answer Session: Recorded on January 08, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on November 07, 2014.
12:30 Tilawat: Surah Al-Ahkaaf, verses 1-17.
12:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 64.
13:10 Friday Sermon: Recorded on February 26, 2016.
14:20 Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2012.
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
16:40 Kids Time: Programme no. 28.
17:20 Yassarnal Quran [R]
17:55 World News
18:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Class [R]
19:30 Beacon Of Truth: Rec. December 06, 2015.
20:35 Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion on the lives of the companions of the Promised Messiah (as).
21:10 Guftugu: Programme no. 03.
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday February 29, 2016

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. no. 19.
01:00 Yassarnal Quran: Lesson no. 64.
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class
02:40 Ashab-e-Ahmad
03:15 Friday Sermon: Recorded on February 26, 2016.
04:20 Let's Find Out
04:45 Liqa Maal Arab: Session no. 01.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 21-31.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 24.
07:05 Huzoor's Tour Of India: Featuring Huzoor's reception by local jama'at in Calicut, Kerala. Recorded on November 25, 2008.
07:55 International Jama'at News
08:30 Hijrat: The topic is 'matrimonial affairs'.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 15, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on October 02, 2015
11:05 Taqareer
11:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
12:00 Tilawat: Surah Al-Ahkaaf, verses 18-36.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 09, 2010.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Malyalam Service [R]
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on February 27, 2016.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Huzoor's Tour Of India [R]
19:05 Hijrat
19:30 Somali Service
20:05 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as),
20:35 Rah-e-Huda [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:05 Taqareer [R]
23:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday March 01, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:20 Huzoor's Tour Of India
02:45 Friday Sermon
03:45 Hijrat
04:15 Homeopathy And Its Miracles
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 02.
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 60-74 with Urdu translation.
06:15 Dars Majmooa Ishtehara'at
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 65.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class: Recorded on February 24, 2013.
08:10 Open Forum
08:40 Aao Urdu Seekhain
08:55 Question And Answer Session: Recorded on January 08, 1995.
10:00 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 26, 2016.
12:05 Tilawat: Surah Muhammad (saw), verses 1-19.
12:15 In His Own Words
12:45 Yassarnal Quran [R]
13:15 Faith Matters: Programme no. 187.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 02.
15:35 Open Forum
16:05 From Democracy To Extremism
17:00 Aadab-e-Zindagi
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 26, 2016.
20:30 Live The Bigger Picture
21:15 Aao Urdu Seekhain [R]
21:30 In His Own Words
22:00 Faith Matters: Programme no, 187.
22:55 Question And Answer Session [R]

Wednesday March 02, 2016

00:00 World News
00:15 Tilawat
00:30 Dars Majmooa Ishtihirat
00:40 Yassarnal Quran
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class
02:30 Aao Urdu Seekhain
02:45 From Democracy To Extremism
03:40 Story Time
04:05 Noor-e-Mustafwi
04:25 Australian Service
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 04.
06:00 Tilawat: Surah Saba, verses 1-9 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 24.
07:00 Ansarullah Ijtema UK: Rec. October 07, 2012.
08:30 Roohani Khazaa'in Quiz
09:00 Question And Answer Session: Rec.July 25, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on February 26, 2016.
12:10 Tilawat: Surah Muhammad (saw), verses 20-39.
12:25 Al-Tarteel: Lesson no. 24.
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 02, 2010.
14:05 Bangla Shomprochar
15:15 Deeni-o-Fiqahi Masail: Programme no. 90.
15:45 Kids Time: Programme no. 28.
16:30 Faith Matters: Programme no. 186.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Ansarullah Ijtema UK [R]
19:40 French Service: Episode no. 10.
20:45 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:55 Friday Sermon [R]
23:00 Intekhab-e-Sukhan: Rec. February 13, 2016.

Thursday March 03, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:50 Al-Tarteel
01:20 Ansarullah Ijtema UK [R]
02:45 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:15 Open Forum
03:50 Faith Matters: Programme no. 186.
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 05.
06:05 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 65.
07:05 Indian Tour Meeting With Lajna Kerala: Recorded on November 26, 2008.
07:55 In His Own Words
08:30 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal: The blessings of Khilafat year by year from 1908-2008.
09:05 Tarjamatul Quran Class: Rec.December 29, 1994.
10:00 Indonesian Service
11:05 Japanese Service
11:20 Ilmul Abdaan
12:00 Tilawat: Surah Al-Fath, verses 1-17.
12:15 Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
12:50 Beacon Of Truth: Rec. November 29, 2015.
13:55 Friday Sermon: Recorded on February 26, 2016.
15:10 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
15:35 Ahmadiyyat In Spain
15:50 Persian Service: Programme no. 47.
16:20 Tarjamatul Quran Class [R]
17:25 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35 German Service: Recorded on February 25, 2016.
21:40 Tarjamatul Quran Class [R]
22:50 Beacon Of Truth [R]

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).*

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 26 February , 2016 | Issue No. 09

لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے دُور جانے میں ہی ترقی ہے اور اس غلط نظریے کے پھیلانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا دینے کی وجہ سے ہی دنیا فساد میں مبتلا ہے۔ یہ فساد یا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے غلط استعمال کی وجہ سے اور اپنے مفادات کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کا نام استعمال کرنے کی وجہ سے ہے یا خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کرنے کی وجہ سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر استہزاء کرتے ہوئے تمام حدوں کو پھلانگنے کی وجہ سے ہے۔

مذہب انسانوں کو اپنے پیچھے چلانے آتا ہے، خود دنیا کے یا ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلنے نہیں آتا۔

آج دنیا میں جو حقوق غصب ہو رہے ہیں وہ مذہب نہیں کررہا بلکہ دنیاوی قوانین یا مذہب کے نام پر دھوکہ دینے والے کر رہے ہیں۔ آج جنگوں اور لڑائیوں کی صورت میں جو ناانصافیاں ہو رہی ہیں وہ مذہب نہیں کررہا بلکہ مفاد پرست دنیا کر رہی ہے۔ آج آزادی کے نام پر اخلاقی گراوٹیں اور فحاشی کے ہوشربا منظر مذہبی تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تہ و بالا کرنے والے انسانی قوانین کی گراوٹوں کی وجہ سے ہے۔

امن قائم کرنے کے لئے مذہب پر الزام لگانے سے کام نہیں ہوگا بلکہ مذہب کو ایک طرف کر کے ظلم کے خلاف کارروائی کر کے پھر ہی یہ کام ہوگا۔ اگر ظلم کے خلاف کارروائی کر کے اپنا کردار ادا کریں گے تو تبھی کامیابی بھی ہوگی۔ پس یہ لوگ جو بڑی طاقتوں سے تعلق رکھنے والے ہیں جو حکومتی سربراہ ہیں ان کو اپنی حکمت عملی کو انصاف پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہے تو ان دنیاوی طاقتوں کو بھی اپنے رویے بدلنے ہوں گے ورنہ یاد رکھیں کہ تمام دنیا فسادات اور جنگوں کی لپیٹ میں اور زیادہ شدت سے آئے گی۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی خدا تعالیٰ کی آواز کو سننا ہوگا اور اپنے نام نہاد علماء اور لیڈروں اور تنظیموں کے نام نہاد نعروں کو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے معیاروں پر پرکھنا ہوگا، نہ کہ ان کے اپنے معیاروں پر۔

آج بجائے اس کے کہ غیر مسلم قوتیں ہمیں امن وسلامتی کے راستے دکھائیں، ہمیں ان کو حقیقی امن اور انصاف کے راستے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دکھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ تعلیم اس چھوٹی سی آیت میں اپنی چمک دکھا رہی ہے جو ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے۔ پس ہر مسلمان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے۔ صرف دفاعی رنگ اختیار کرنے کی بجائے اس روشن تعلیم کو ایک چیلنج کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

جنگوں اور جنگی قیدیوں سے متعلق اسلام کی پُرحکمت اور عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ پر مشتمل تعلیمات کا نہایت مؤثر بیان۔

بڑی طاقتوں کے دوہرے اور غیر منصفانہ طرزِ عمل اور اسلامی تعلیمات پر ناواجب اعتراضات کا تذکرہ۔

دنیا میں حقیقی امن کے قیام کے لئے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو نہایت اہم اور پُرحکمت نصائح۔

آج ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ جہاں وہ عدل و احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے حکم کو اپنی زندگی کے ہر پہلو پر لاگو کرے وہاں اس پیغام کو دنیا کے ہر شخص تک پہنچائے۔ انہیں یہ بتائے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی آواز کو سنو۔ اس کے درد کو محسوس کرو جو اپنے آقا ومطاع کی اتباع میں اس کے دل میں تھا۔

جماعت احمدیہ یوکے کے 49ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 23 اگست 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَيَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ۔ يَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (النحل:91) یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

آج دنیا میں جو ہر طرف فساد پھیلا ہوا ہے اس نے ہر امن پسند انسان کو پریشان کیا ہوا ہے۔ ہر وہ انسان جس کو انسانیت سے ہمدردی ہے حیران و پریشان ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ کہنے کو تو کہنے والے یہ کہتے ہیں اور اس بات پر بہت کچھ لکھا بھی جاتا ہے کہ دنیا میں یہ فساد اسلامی دنیا میں زیادہ شدت سے پیدا ہوا ہوا ہے یا مسلمان اس کی وجہ ہے اور پھر اس وجہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ مذہب عمومی طور پر اور اسلام بالخصوص نعوذ باللہ فساد کی جڑ ہے۔ اب تک مغربی دنیا یہی سمجھتی تھی کہ یہ سب فسادات اسلامی ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک تک محدود رہیں گے اور یہ صرف انہی کا مسئلہ ہے اور ہم یعنی یہ ترقی یافتہ لوگ مسئلے کو حل کرنے کے نام پر اور انصاف قائم کرنے کی کوشش میں ان کی مدد بھی کرتے رہیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ مدد کے نام پر یا انصاف قائم کرنے کے نام پر اپنی برتری ثابت کرنا اور

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں